

**BROWN
BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224092

UNIVERSAL
LIBRARY



پرشيا کا گلستان

پهڙي

سچ کي کاميابي کا ايک دلچسپ قصہ

چسکو

حسب فرمايش جناب آندريوي مونچر صاحب محمدين کالج

بک ٽپو علي گڙهه

عبدالغني صاحب سابق معلم مدرستہ العالم علي گڙهه نے

انگريزي سے اردو ميں ترجمہ کیا

اور

باہتمام سرلوي ممتازالدين صاحب انسٽيٽيوٽ پريس علويگڙهه ميں

طبع ہوکر محمدين کالج بک ٽپو علي گڙهه سے شايع ٿيو

سنہ ۱۹۰۹ع

تمہیدی

اکثر خیال آتا تھا کہ سر سید علیہ الرحمۃ کے انتقال اور شمش العلماء مولانا شبلی نعمانی و مسٹر آرنلڈ کے کالج سے تشریف لہجانے کے بعد علی گڑھ کالج سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بالکل مسدود ہو گیا۔ قابل افسوس ہی ان ہی دنوں میں یعنی اواخر سنہ ۱۹۰۱ء میں مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشور جنہوں نے اپنے انہوں قومی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے اور قومی ترقی کی دھن میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں کالج میں تشریف لائے اور اٹھائے گفتگو میں علی گڑھ کالج سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بند ہونے کا ذکر آیا انہوں نے فرمایا کہ موجودہ لوگوں کو اگر مستقل تصنیف و تالیف کی فرصت یا قابلیت نہیں ہے تو کم از کم ترجمہ کے ذریعے سے انگریزی خزانوں کے موتیوں سے اپنی زبان کو مالا مال کیوں نہ کہا جائے اور اس کا مدرسۃ العلوم کی چار دیواری میں بہت اچھا موقع ہے کالج کے کئی سو مستعد طلباء ہیں سے کچھ ایسے ضرور نکل آئیں گے جو انگریزی سے اُردو میں اچھا ترجمہ کر سکیں اور ان کو کالج تک ڈبو کر طرف سے ترجمہ کا معاوضہ دیا جائے اس طرح سے ایک پختہ دو کالج ہونگے طلباء کو مالی امداد ملے گی ان کو ترجمہ کرنے کی مشق ہوگی اور اس ذریعے سے اُردو زبان کے سرمایہ میں بہت کچھ اضافہ ہوگا۔ مہینے اس مشورہ پر عمل کرنے کی کوشش کی — مسٹر آرنلڈ و مسز ماریسن کے مشورہ سے چند کتابیں منگا کر بعض طلباء اور ماسٹروں کو ترجمہ کرنے پر آمادہ کیا — یہ خیال ابھی لوگوں کے دماغوں میں نازہ تھا کہ اُس نے اجڈس کانفرنس سنہ ۱۹۰۲ء منعقدہ دہلی میں انجمن ترقی اُردو کی شکل اختیار کی اور اس کام کو ایک لایق جماعت نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور مہربی تحریک کی چمکداں ضرورت نہ رہی مگر کچھ ترجمہ ہو گئے تھے جو بعض وجوہ سے جلد شایع نہ ہو سکے۔ منجملہ ان کے ایک ترجمہ مس ایجنور تھم یونگ کی مشہور کتاب موسومہ مارل ٹھلز کا ہوا تھا اس کتاب کے اخلاقی قصے مختلف لوگوں کو تقسیم کر دیئے گئے تھے — چنانچہ ایک قصہ کا ترجمہ مولوی جلال الدین حیدر صاحب

ایم ۔ اے سابق اسٹنٹ ماسٹر مدرسۃ العلوم علی گڑھ خال اسٹنٹ ماسٹر
 چیفس کالج لاہور نے کہا جو فرانسیسی معلم کے نام سے شایع ہوا ہی اور
 کالج بک ڈپو سے ۸۰ قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہی — اس قصہ کی
 تمہید میں مولوی جلال الدین حیدر صاحب نے اپنی وفور محبت سے
 جو کچھ مہرے باب میں لکھا ہی میں اُس کا مستحق نہوں ہوں
 درحقیقت ترجمہ کی تحریک کے اصلی محرک مولوی بشیر الدین صاحب
 اذیترا اخبار البشور تھے جنہوں نے مجھ کو یہ خیال دلایا تھا پس جو کچھ
 ترجمہ کی تحریک کے متعلق مہرے باب میں کہا گیا ہی وہ مولوی
 بشیر الدین صاحب کے متعلق سمجھنا چاہیئے — اخلاقی قصوں کے سلسلہ
 میں ایک قصہ کا ترجمہ مولوی عبدالغنی صاحب سابق طالب علم
 مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے کہا تھا جو اس وقت پریشا کے گلداران کے نام سے
 پبلک میں پھش کیا جانا ہی اور توقع ہی کہ اردو داں پبلک اس سے
 سچائی کا عمدہ سبق حاصل کریگی — اس کے علاوہ بعض اور کتابوں
 کے ترجمہ بھی اُس وقت ہوئے تھے جو آئندہ شایع ہوئے۔ ولایت حسون
 آنوڑی مہنجر کالج بک ڈپو مدرسۃ العلوم علی گڑھ *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوشیا کا گلدان

تو پاک باش برادر مدار از کس پاک
زند جامہ ناپاک گازان ہوسنگ

فریدرک دوم شاہ پوشیا نے جب سہمسلی کو فتح کیا تو وہاں کی حرقت گاہیں دیکھ کر اس کو اپنے پایہ تخت میں بھی چینی کا کارخانہ قائم کرنے کا خیال ہوا چنانچہ بہت سے کاریگر ملتضرب کر کے ان کو اپنے ہمراہ چلنے کا حکم دیا جس میں ایک نوجوان حسین مہرین لڑکی بھی جس کی نقاشی کے نمونے کارخانہ کا معائنہ کرتے وقت جب بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو انہیں بہت پسند آئے تھے — وہی مایہ نازو ذریعہ معاش دستکاری اس وقت ان بیچاروں کی جلا وطنی کا باعث ہوئی ان کو ایسا گھر بار عزیز و اقارب دوست آشنا سب کو چھوڑ بادشاہ کے ہمراہ غیر ملک کو جانا پڑا وہ مہرین لڑکی مٹی کے برتنوں پر نقش کیا کرتی تھی اور رنگساز کے ہنر میں یکتائے فن سمجھی جاتی تھی — مگر جب سے دیار وطن چھوڑا اُس کے دل پسند ہنر کی صفائی و خوبی بھی جاتی رہی یہ بیچارے ہمیشہ غمگین اور اداس رہتی کبھی کبھی جو مارے باندھے کام کرتے تو اُس میں اگلی سی خوبی کا نام بھی نہ دیتا — اگرچہ ان صانع قدیوں کا محافظ اس کی غمزدہ صورت دیکھ کر اس پر بہت رحم کھاتا تھا مگر بادشاہ کے خوف سے انڈر بھی کہا کرنا تھا کہ اب کے جو بادشاہ سلامت معائنہ کو تشریف لائینگے تو میں تمہاری کام چوری اور سستی کی ضرور شکایت کرونگا *

بادشاہ سلامت عنقریب ہی آنے والے تھے کیونکہ گو اُن کو مہمات جہانداري بہت ہی درپیش رہتی تھیں مگر اُنہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ یہہ کارخانہ قائم کیا جائے — اس لئے اکثر قدم رنجہ فرماتے تھے تاہم وقت مقررہ پر بادشاہ سلامت کا آنا نہ ہوسکا — یہاں آنے سے قبل وہ یہودیوں کی نمائش میں پائتسدم تشریف لہکئے جہاں اُن کا ارادہ ایک یہودی دستہ طہار کرنے کا تھا باوجودیکہ یہودیوں کی نمائش نہایت دلچسپ تھی مگر نہیں معلوم ایسا کیا لہر ناگوار گذرا کہ وہاں سے سودھے معتدل سان ساؤسی میں تشریف لے گئے اور صبح کا باقی وقت بالکل تنہائی میں گزار دیا — گذشتہ شب کو بادشاہ کے روہرو ایک انگریز سیاح ہوش ہوا تھا جو کچھ عرصہ پورس میں نواب لاراگھس کے ہمراہ مٹی کے برتنوں کے متعلق تجربہ کرنے کے لئے رہا تھا اور اُس نے اس فن کے ماہر مسٹر ویچ ووڈ باشندہ ایتھوریا سے اسبابہ میں بہت کچھ حاصل کیا تھا اور اب شاہ عالم پناہ نے اُس کو اپنے کار خانہ کے نئے تجربوں کا امتحان کرنے کو بلایا تھا — جب یہودی نمائش ختم ہوچکی تو انگریز سیاح حسب فرمان اعلیٰ حضرت بولن میں ظروف سفال کا کارخانہ دیکھنے گیا — اپنے یہاں کی طرز کی عمدگی اور اپنے وطن کی بڑائی جتنے کو اُس نے وہ نمونے دکھانے شروع کئے جو اُس کے پاس تھے کل شرفا جو بادشاہ کے استقبال کو حاضر تھے اُس کے گرد جمع ہونے لگے ان میں ایک نواب زادہ آکستس لانس کا بھی تھا اس کا مولد تو پولونڈ تھا مگر اس کی تربیت پر شوا میں ہوئی تھی اور پائتسدم کے جنگی اسکول کا تعلیم یافتہ تھا — بادشاہ سلامت نے اس کی عالی حوصلگی اور پر جوش طبیعت پر کئی دفعہ اظہار خوشنودی فرما کے اُس کو اپنے ہمسران میں خاص طور پر ممتاز کر دیا تھا مگر وہ عالی ہمت اور بلند نظر تھا — اس حوصلہ افزائی اور تعریف سے کم ظرفوں کی طرح جامہ سے باہر نہیں ہوا اور نہ خود فراموشی میں مبتلا ہوا — اس کی طبیعت حریت نے اُس غلامی کی صفت سے جسے خورشام کہتے ہیں اس موقع پر بھی اسے باز رکھا — وہ ہمیشہ بادشاہ سلامت کے خصائل حمودہ کا بڑا مداح تھا — مگر ساتھ ہی ذات شاہی کے عہد پر بھی اُس کی نظر میں تھے —

اور بعض اوقات دور اندیشی کے خلاف اپنی حیثیت سے گذر کر ایسی بات کہہ بیٹھتا تھا جو چھوڑا منہ بڑی بات کی مصداق ہوتی تھی۔ اس وقت انگریز سہاج سے وہ اپنے بادشاہ کی بڑی تعریف کر رہا تھا اور پہلو سے اُس کو ہڑھا رہا تھا۔ اٹلے گفتگو میں کہیں اُس کی زبان سے نکل گیا کہ خود مختار بادشاہ کی حکومت میں واقعی بہت نقصان ہوں اور یہہ کہنے سے اُس کی مراد یہہ تھی کہ گویا اُسکے بادشاہ کی ذات جمہوری سلطنت کے اوصاف کی جامع تھی *

سہاج نے کارخانے میں داخل ہوتے ہوئے نہایت آہستہ سے جواب کے طور پر کہا *

سہاج ”خود مختار بادشاہ ! خوب ! یہہ آپ نے کیا فرمایا کہا یہہ شاہ فریڈرک خود مختار نہیں ہوں۔ کیا اس سلطنت کو آپ شخصی سلطنت نہیں سمجھتے ؟۔ ہاں البتہ یہہ ہونہار کارخانہ چند دن میں ڈریسڈن کا کارخانہ بن جائے گا اور دنیا کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ مگر دیکھئے نا۔ ان کاریگروں کے چہروں سے معلوم ہوتا ہی کہ جنگی فہدی ہیں اور خود مختار بادشاہ کے مقتوح ہوں “ *

وہاں بہت سے چہروں سے مایوسی ٹوک رہی تھی اور اکثر پر اداسی چھائی تھی *

سہاج - ”دیکھئے جناب اس سراپا غم و اندوہ کی تصویر کو ملاحظہ فرمائیئے۔ اگرچہ مصافحہ ہی پاس کھڑا ہی مگر کس بھدلی سے کام کر رہی ہی۔ یہی اور سب غلاموں کا حال ہی۔ ہمارے انگریز کاریگر کاش آپ اُن کو دیکھتے اور ہی طرح سے کام کرتے ہوں۔“

لانسبا ”تر کہا آزاد لوگ کبھی بیمار نہیں ہوتے۔ کیا آپ لوگ اپنے بادشاہ کو الزام دیتے ہیں جبکہ رعیت میں سے کوئی شخص بیمار اور زرد پوچھتا ہی۔ یہہ عورت تو ظاہر ہی کہ بیمار ہی دیکھئے میں مصافحہ سے اس کی بہت دریافت کرنا ہوں “ *

نواب زادہ مصافحہ کی طرف مخاطب ہوا اور اُس سے جرمن زبان میں باتیں کرنے لگا مگر اُس خیال سے کہ مبادا اُس کے بادشاہ پر الزام آسکے

انگریزی میں ترجمہ نہ کیا اور واپس آکر سیاح کے ساتھ دوسری گفتگو چھوڑ دی — توہوڑی دیو میں لوگ بہت جمع ہو گئے اور سیاح اُن کو اپنے نمرنے دکھانے میں ہمہ تن مشغول ہو گیا — نواب زادہ فوراً اُس کمرہ میں گیا جہاں وہ صرفیہ کو بڑی بھدالی سے کام کرتے ہوئے چھوڑ گیا تھا اور اُس سے پوچھنے لگا *

نواب زادہ ”کہوں — بتاؤ یہ تمہاری حالت کیا ہے ؟ متحفظ کہتا ہے کہ جب سے تم سیکسٹی سے آئی ہو کوئی کاریگری تم نے نہیں دکھائی اگرچہ مجھے (ایک برتن کی طرف اشارہ کر کے) یہ برتن بھی تمہارے ہی ہاتھ کا رنگا ہوا ہے — کہوں ؟ *

”صرفیہ“ ہاں جناب رنگا تو مینے ہی مگر بڑی منحوس کھڑی کا رنگا ہے — نہ میں اُس کو رنگتی نہ بادشاہ سلامت اُس کو پسند فرماتے اور نہ میں اس وقت — بھجپاری صرفیہ کو اپنے وطن کی یاد اور اپنے عزیزوں کا خیال ایسا آیا کہ اُس کی زبان بند ہو گئی اور آگے ایک لفظ نہ کہہ سکی *

نواب زادہ ”ہاں — اچھا تو تم اس وقت اگر یہاں نہ ہوتیں تو سیکسٹی میں ہو تیں — مگر اب تم سیکسٹی کو بھول جاؤ یہاں بھی تو خورش رکھ سکتی ہو“

”صرفیہ“ جناب کہسے بھولوں — میں تو اپنے وطن کو بھول نہیں سکتی — مہرا دل وہاں کی آب و خورش سے بٹا اور پلا ہے اور مہرے عزیزوں کے اخلاص پیار سے اُس کی پرورش ہوئی ہے — نہ وہ دل بدل سکتا ہے نہ میں سیکسٹی کو بھول سکتی ہوں — ایک کاریگر (نواب زادہ کے پاس آکر) ”جناب — سیکسٹی میں اُس کی شادی ہونے والی تھی کہ وہ یہاں کھینچ بلائی گئی بھجپاری کی سارے عہش و آسائش کی زندگی خاک میں مل گئی“ *

نواب زادہ ”کہا اُس کا شوہر یہاں نہیں آسکتا اُس کی شادی تو یہاں بھی ہو سکتی ہے“ *

کاریگر (نہایت دبی آواز سے) ”وہ تو یہاں آگیا ہے — برتن میں چھپ کر رہتا ہے مجھے اُمید ہے کہ آپ اُس کو گرفتار نہ کر سکتے“ *

نواب زادہ ” نہیں دیکھنے نہ کسی کو گرفتار کرایا ہی نہ اُس کو کراونکا
اُسکو چھوٹے کی کہا ضرورت ہی ؟ “ *

کارنگر ” بادشاہ سلامت کی یہی خوشی ہی کہ صرفہ اب اُس کو
اپنا شوہر نہ بنائے آپ کو تو معلوم ہوگا بہت سی عورتوں جو اس طرح سہکسی
سے آئی ہوں مجبور کی گئی ہوں کہ وہ اہل پرشیا سے شادی کریں —
صرفہ بھی ایک شخص کے حصہ میں آئی ہی، جو کہتا ہی کہ اگر صرفہ نے
اُس سے ایک ماہ کے اندر اندر شادی نہ کر لی تو وہ بادشاہ سلامت سے
بغیر شکایت کیلئے نہیں رہنے کا — محافظ صاحب بھی اُس کی سستی
و کالمی کی شکایت خداوند نعمت سے کرنے کو ہیں — اگر اُس نے اپنی
حالت درست نہ کی تو اب اُس کی خیر نہیں نظر آئی — ہم تو اُس
سے بہت کچھ کہتے ہوں مگر اُس کی سمجھ تو کچھ ماری سی گئی ہی —
وہ آدھا دن دیوانوں کی طرح ہیکار و ملول ہوتے بیکے کات دیتی ہی —
میں اُس پر برا رحم آتا ہی — مگر بادشاہ سلامت مالک ہیں — وہ
خوب جانتے ہیں — اُن کا حکم ماننا چاہئے “ *

نواب زادہ (طیش میں آکر) کم ہمت — بزدل — تم غلاموں سے
بدتر ہو — تم ظالم خود مختار بادشاہ کی حکومت میں رہنے کے لائق
ہو — کہا — ” بادشاہ سلامت خوب جانتے ہیں — اُن کا حکم ماننا چاہئے
خوہ وہ انصاف و انسانیت کے خلاف ہی حکم کیوں ندیں ؟ “ *

نواب زادہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا — سب لوگ حیران انگشت
بدنوں پر تھے مگر صرفہ کے چہرے سے وہ مایوسی کی تاریکی دور
ہو گئی اور اُمید کی خوشی سے اُس کی پوشانی چمکنے لگی — اُس نے اپنا
کام چھوڑ دیا اور دوڑ کر نواب زادہ کے قدموں پر گر پڑی اور گڑگڑاکر کہنے لگی
صرفہ ” آپ مجھے بچا لیجئے — آپ بچا سکتے ہیں — آپ میں ہمت
اور جرات ہی اور آپ نواب ہیں اب بادشاہ سلامت سے عرض کر سکتے
ہیں — مجھے اس نفرت انگیز شادی سے بچا لیجئے “ *

جتنے شرفا انگریز سواح کے گرد و پیش کھڑے تھے جب انہوں نے کارنگروں کا
غیر معمولی ہجوم دیکھا تو سب نے سب ادھر بڑھے — صرفہ ان کو دیکھ کر
اتھ کھڑی ہوئی اور چہکے سے جا کر اپنے کام میں لگ گئی — نواب

زادہ سہاج کا ہاتھ پکڑ باہر چل دیا اور نہایت بلند آواز میں کہنے لگا *

نواب زادہ لانسکا ” آپ سچ فرماتے ہیں - بے شک آپ کا کہنا نہایت
بجائے ہی فریاد رک ظالم ہی - مگر میں اُس کے شکار کو اُس سے کس طرح
چھڑاؤں ایک نوجوان مستقر البرت لانسکا کا دوست اُس کے پیچھے
پیچھے ہولیا کہ کسی طرح اپنے نواب دوست کا غصہ فرو کرے *

البرت ” جناب اس درشتی و تندگی سے آپ کسی کو نہیں بچا سکتے -
یہ تیز مزاجی و کوتاہ اندیشی آپ کے کسی کام نہیں آنے کی - ہاں
التأیید خطرہ میں ڈال دیتی ” *

نواب زادہ نے اپنے دوست کو نہایت سخت نفرت و حقارت کی
نظر سے دیکھ کر کہا *

لانسکا ” تو جناب یہ آپ کی دست ہمت دور اندیشی بھی
کسی کو نہیں بچا سکتی - آپ شوق سے دور اندیش ہو جائے میں تو ہمت
پسند کرتا ہوں ” *

” البرت ” تو کو اور اندیشی و ہمت ایک دوسرے کی ضد ہیں ؟ ” *

نواب زادہ - یہ تو میں جانتا نہیں کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں
یا نہیں ہیں ہاں اس وقت میں آپ کے یہودہ اصول منطق کے
موافق گفتگو نہیں کر سکتا - آپ کے لئے تو صرف منطق ہی ایک چھڑ
خدا نے پیدا کی ہی اس سے بہتر تو آپ کو کچھ معلوم
ہی نہیں ہوتا ” *

البرت ” جناب نہیں - نہیں آپ کی گفتگو کو تو میں دیکھ
منطق پر بھی ترجیح دیتا ہوں - آپ ہر وقت منطق کے عمدہ
اصول کو کتنا کچھ ہرا ہلا کہتے ہیں - مگر میں آپ سے گفتگو کرنے سے باز
نہیں رہتا ” یہ کہتے ہوئے البرت مسکرایا بھی کہ کہیں اُس کا دوست بھی
ہنس دے مگر اُس پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا *

نواب زادہ ” آپ بجائے فرماتے ہیں - آپ کے لئے تو منطق و علم
فصاحت کی مشق ضروری ہی آپ کا کام ہی ایسا ہی - مگر میں تو

ایک سداہی آدمی ہوں — مہرے کام کے ہتھار اور مہرے جذبات اور مہن •

البوت ”خیر — میں بحث کو زیادہ طویل نہیں دینا چاہتا مجھے آپ کے ہتھاروں کی عمدگی میں کلام نہیں صرف اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مہرے ہتھار بھی گو وہ قلم اور زبان ہی ہوں آپ کی خدمت کے لیئے عداۃ ضرورت ہمیشہ حاضر ہوں — میں ہمیشہ آپ کے فائدہ اور نفع کی بات کہنا چاہتا ہوں“ اس سنجیدہ اور محبت بھرے جواب سے لانسکا بہت متاثر ہوا اور البوت کا ہاتھ ہاتھ میں لہکر کھلے لگا •

لانسکا نے اس معلوم مجھے کیا کچھ پیش آیا اگر مجھے آپ جیسے دوست نہ ملے ہوتے — والدہ صاحبہ اکثر یہی فرما کرتے ہیں — مگر اب یہ فرمائیے کہ ہم اس بیچارے عورت کے لیئے کیا تدبیر کریں — کچھ نہ کچھ کرنا ضرور چاہئے •

کافی غور و تامل کے بعد یہ قرار پایا کہ بادشاہ کی حضور میں ایک عرضی گزارشات یہ تھی کہ شاہ فریدرک اپنی رعیت کی ادنی ادنی درخواستوں پر بھی بہت التفات کرتا تھا — غرض ایک عرضی صوفیہ کے متعلق حضور شاہ میں بھیجتی گئی اور نہایت تشریف کے ساتھ صدور حکم کا انتظار کرنے لگا •

شاہ فریدرک جب کبھی پاتسدم تشریف لاتے تھے تو لانسکا کی والدہ کے ہاں ضرور تشریف لاتے اور عزت افزائی فرماتے — لانسکا کی والدہ بہت ضعیف العمر مگر انتہا درجہ کی قابل ہیگم تھیں — وہ اپنے یہاں ایک مجلس منعقد فرمایا کرتی تھیں جس میں دور دور سے علماء و فضلا آکر شریک ہوتے تھے خاص کر فرانس کے ادبا جو اس وقت فریدرک اعظم کے دربار میں تھے اکثر شریک جلسہ ہوتے تھے — صوفیہ کی بابت عرضی دیئے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ بادشاہ سلامت اس مجلس میں رونق افروز ہوئے — جب علمی گفتگو ختم ہو چکی تو شاہ فریدرک نے انگریز سہاج سے مخاطب ہو کر فرمایا •

بادشاہ ” کہوں صاحب — ایچ وو نے تو باربرنی کے گلدان کی نقل
 اُناری سی نا ؟ “ •

سہاج (نہایت ادب سے) ” ہاں حضور وہ نقل اصل سے اسقدر مشابہ
 تھی کہ بڑے بڑے مبصر بھی نقل کو اصل سے تمیز نہیں کرسکتے تھے “ •
 سہاج نے اس گلدان کی بہت تعریف کی اور ایک شاعر کے چند
 شعر بھی اس گلدان کی تعریف میں اعلیٰ حضرت کو سنائیے — بادشاہ
 سلامت خرد بھی شاعر تھے — اس لکھے اشعار کو نہایت غور سے سنکر
 فرمایا کہ ہم اپنے پرشوا کے گلدان کی تعریف میں خود شعر کہہنگے •
 سہاج نے یہ سنکر اُس گلدان کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی بادشاہ سلامت
 نے فرمایا •

بادشاہ سلامت ” ہمارا ارادہ ہی کہ پرشیا کے گلدان کے نام سے ایک
 گلدان ہوائیں جس کے لکھے انعام دیا جائے — ہمیں اُمید ہی کہ اس
 طریقہ سے جو گلدان تیار ہوگا وہ نہایت ہی نفیس اور حسب دلخواہ
 ہوگا — انسان مقتدر اہل الرائے ہو تو ہر فن اور ہر مہر کے نمونے حاصل
 کرسکتا ہی — انسان کے دل انسان کے ہاتھ اٹلی انگلستان اور پرشوا
 سب جگہ یکساں ہوں پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہیں اور ایسا
 عمدہ گلدان جیسا کہ باربرنی کا ہی یا ایچ وو والی اُس کی نقل ہی
 نہ ہواکوں — مجھے خوب معلوم ہی کہ ہمارے ملک میں بڑے لائق
 اور قابل اہل فن موجود ہیں — (لانسکا کی طرف دیکھکر) برلن کے
 کارخانہ میں ایک عورت ہی جو اپنے شوہر کے ساتھ اپنے وطن سوئسٹری
 کو واپس جانا چاہتی ہی چنانچہ اُس کو بھی دوسرے جنگی قیدیوں کی
 طرح اپنی رہائی کے لکھے فدیہ ادا کرنا چاہئے اگر روپہ نہیں
 دے سکتی تو کوئی ایسا کام بلایے جو اُس کا بدل ہو سکے — البتہ
 سہستی اور کالہی پر میں کسی کی کچھ رعایت نہیں کرسکتا —
 بادشاہ وقت کا حکم خواہ وہ اُنہوں جہانداری کے موافق ہو یا نہ ہو ماننا
 چاہئے یہ فرماکر بادشاہ سلامت وہاں سے تشریف لکھے اب لانسکا کے
 دوستوں کو معلوم ہوا کہ وہ لانسکا کے کرتاہ اندیش الفاظ ضرور بادشاہ سلامت

کے کان تک پہنچ گئے اس خیال کے بھدا ہوتے ہی سب کو لانسکا کی جان معرض خطر! میں نظر آنے لگی — مگر جب بادشاہ سلامت نے وہی لطف و کرم مدعی رکھا اور بارگاہ دولت میں اسی الطاف و امتیاز سے مخصوص فرمایا جو اُس واقعہ سے پہلے معمول تھا تو لوگوں کو نہایت حیرت ہوئی — نواب زادہ کی طبیعت میں سماجت اور خلوص نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا یہ صورت دیکھ کر بادشاہ سلامت کے قدموں پر گریزا اور نہایت ادب و انکسار کے ساتھ اپنے بوجھا الفاظ کی معذرت کرنے لگا •

لانسکا — ”خداوند نعمت مجھے معاف فرمائیں — غصہ میں مہری زبان سے حضور کی شان میں ظالم کا سخت بوجھا لفظ نکل گیا ہی“ •
 بادشاہ سلامت ”مہرے عزیز — تم ابھی بچے ہو اور بچے ہوئے“ بیوقوف ہوئے ان کی باتوں کا میں برا نہیں مانتا — جب تم بڑے ہو گے تو خود جان لو گے کہ ایک ایسے بادشاہ کی بالخلافہ میں رہ کر جس کو تم ظالم سمجھتے ہو بے سوجھے زبان کھولنا دانشمندی اور دور اندیشی کے سراسر خلاف ہی“ (صوفیہ کی عرضی نکال کر) اور اپنی صوفیہ کی عرضی لو •

عرضی پر حسب ذیل حکم تحریر تھا •

”سب کاریگر ایک ایک گلدان بٹالے میں اپنی استادی دکھلائیں اور اس ماہ کے آخر تک باب عالی میں پوش کردیں جو گلدان سب سے اچھا ہوگا اُس کا نام پریشیا کا گلدان رکھا جائیگا اور بٹالے والے یا والی کو اپنے زوج کے انتخاب میں آزادی دیجائیگی نیز وہ اپنے وطن کو واپس جاسکے گا یہیں حکومت اختیار کرنے پر اُس کو پانسو روپیہ کا انعام بھی ملے گا — ہر کاریگر کو چاہیئے کہ اپنے گلدان پر اپنا نام ضرور لکھ دے تاکہ انعامی گلدان کے ساتھ اُس کا نام بھی یادگار رہے •

جب صوفیہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو حقیقت میں اُس کے مودہ جسم میں جان سی پڑ گئی دل میں اطمینان کے ساتھ اس کام کے کر لے کے لہئے ایک خاص جرات اور ہمت بھدا ہو گئی دل کی افسردگی بالکل دور ہو گئی — خوش خوش اُس نے خدا کا نام لیکر کام شروع کر دیا — اُسی پر کیا حصہ تھا سب کاریگر خوش تھے کسی کو وطن جانے کا شوق

تھا کوئی انعام ملنے کی اُمید میں بے اختیار ہوا جاتا تھا کسی کو اپنے نام کی شہرت کا خیال تھا غرض ایک تازی اُمید نے سب کے کانوں میں کچھ ایسا منتر پھونک دیا تھا کہ ہر ایک بھی سمجھتا تھا کہ اُسی کا گلدان پرشہا کا گلدان ہوگا اور اس لئے سب جان توڑ کر کوشش کر رہے تھے لیکن صوفیہ کی محنت اور جانفشانی سب سے زیادہ تھی اُس کی ان تھک کوششوں کی کچھ انتہا نہ تھی — کاریگر اپنے نمونے خواص مذاق لوگوں کو دکھاتے اور اُن کی صلاح کے موافق بعض ترمیمیں بھی کرتے تھے غرض انعام جیتنے کے لئے سارے جتن کر رہے تھے — صوفیہ نے بھی جب اپنا گلدان تیار کر لیا تو والدہ لانسکا کی خدمت میں لا رکھا انہوں نے اُس کی نہایت تعریف کی اور صوفیہ کو انعام ملنے کی توقع دلائی اب صوفیہ کی بس و بیش میں بڑی کبھی ٹوٹتی اور کبھی بندھتی اُمید کو کچھ تقویت ہوئی امتحان کے دن سارے گلدان شاہی محل سرے کے ایک کمرہ میں حسب الحکم اعلیٰ حضرت ترتیب سے رکھے گئے اور خداوند نعمت اُن کے معائنہ کو خود بہ نفس نفیس اُس کمرہ میں تشریف لے گئے۔ نواب زادہ لانسکا اور چند دوسرے امرا شاہ عالم پٹا کے ہمراہ تھے مگر کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا تھا بادشاہ سلامت نے ادھر ادھر گلدانوں کو غور سے ملاحظہ فرماتے فرماتے ایک کو پسند فرمایا اور کہا کہ یہ پرشہا کا گلدان کہلائے جانے کے قابل ہی — نواب زادہ لانسکا نے فوراً بادشاہ سلامت کو صوفیہ کا نام دکھلایا اور وہاں سے سیدھا اپنے مکان کو روانہ ہوا یہاں صوفیہ مع اپنے شوہر کے سخت تشویش سے اپنی قسمت کے فیصلہ کا انتظار کر رہی تھی — انعام کی خبر سنکر وہ بیحد خوش ہوئی خدا کا ہزار ہزار شکر کرتی تھی اور نواب زادہ و بیگم صاحبہ کی ہمدردی کی ممبرن تھی *

دوسرے دن صبح کو اُس کی شادی قرار پائی کہ اپنے وطن کو بالکل فائزالمقام ہو کر جائے اس لئے ہر قسم کی طہاری کرنے کے لئے وہ بیگم صاحبہ سے رخصت ہو رہی تھی کہ دروازہ پر شور سنائی دیا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دربان سے لڑ رہا ہے — لانسکا فوراً باہر آیا تو دیکھا کہ دروازہ پر سارا کمرہ شاہی پولس سے بھرا ہے، نہایت متعجب ہو کر اُس نے اُن کے آنے کا سبب دریافت کیا تو اُن کے افسر نے کہا *

افسر پولس ” کہا لانسکا آگستس آپ ہی کا نام ہی ؟ “

نواب زادہ — ہاں لانسکا مجھے ہی کو کہتے ہیں تمہارا مجھ سے کہا مطلب
ہی ، یہ بہ وقت کہوں ہجوم کئے ہو ؟ “

افسر — ” ہم یہاں حضرت عالم پناہی کے حکم سے آئے ہیں — کہا
اس مکان میں ایک عورت مسماۃ صوفیہ ہی ؟ “

نواب زادہ — ” ہاں ہی — تم اُس کا کہا کر دے ؟ “

افسر ” ہم اُس کو اپنے ساتھ لیجائینگے اُسے سیکسٹی رسا میں اُس کے
وطن مہسن کو پہنچانا ہی اور اے چھوٹے نواب بادشاہ سلامت نے آپ
کی گرفتاری کا حکم دیا ہی آپ کو ہمارے ساتھ قلعہ رسواںدا میں
چلنا ہوگا “

نواب زادہ (نہایت تعجب اور غصہ میں) ” کہا کہا گرفتاری !
میری گرفتاری ! کہوں ؟ گرفتاری کا سبب بھی تو بتلاؤ — اس عتاب
شاہی کی وجہ کہا ہوئی آخر کچھ تو کہو بیگم صاحبہ کو دیکھ کر جو اس
وقت لانسکا کو دیر ہونے پر خود تشریف لے آئی تھیں لانسکا چپ ہو گیا
اور والدہ کے کہنے پر مجبور ہوا کہ سپاہیوں کے ساتھ ہولے “

بیگم صاحبہ (بیگم کی گرفتاری معلوم کر کے) ” اچھا تو لانسکا تم لڑتے
کہوں ہو — اس سے تو کچھ حاصل نہیں تم ان کے ساتھ ہو جاؤ —
خدا تمہارا حافظہ تمہاری عصمت اور داد شاہی سے مجھے کامل اُمید ہی
کہ تم غمغیز رہی واپس آ جاؤ گے “

نواب زادہ سپاہیوں کے ساتھ چلا گیا مگر اب اُس کی ماں کی عجیب
حالت تھی بھیجتے تو اُسے بھیج دیا مگر اب دل بیقرار ہو رہا تھا دم بہر
چہن لینا دوبہر ہو گیا آگے تو جب کبھی کچھ مرض معروض ہوتی بادشاہ کے
پاؤں تشریف لانے پر گر لیا کرتی تھی اب یہم کیسے ہو سکتا تھا کہ
لانسکا کی نسبت دریافت حال کے لئے وہ اُن کا پاؤں میں ہوتی
انتظار کرتی جو گھڑی گذرتی تھی بے چینی زیادہ ہوتی جاتی تھی ناچار ہرجالت

تمام محل شاہی کو روانہ ہوئیں کہ اعلیٰ حضرت سے اپنے فرزند کی گرفتاری کا سبب دریافت کریں اور رہائی کی تدبیر سوچیں — محل سرای شاہی میں پہنچ کر ان کو خداوند نعمت کا بہت انتظار کرنا پڑا کہونکہ بادشاہ سلامت پریق کا ملاحظہ کر رہے تھے — ایک عرصہ کے بعد جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو سب سے پہلے بہکم صاحبہ سے گفتگو فرمائی :

بادشاہ سلامت ”مجھے یقین ہی کہ بہکم صاحبہ آپ اپنے بہتہ کی بددعائی اور نمکدراپی میں شریک نہیں ہیں“ *

بہکم صاحبہ ”میں تو لانسکا کو ہرگز ایسا نہیں سمجھتی کہ کوئی کام نمکدراپی کا اُس سے سرزد ہوا ہو — ہاں کوئی بددعائی کر بیٹھا ہو تو عجب نہیں“ *

بادشاہ سلامت ”آپ مجھے شام کے چھ بجے سان سارسی میں رنگنہ سالن والے کمرہ میں ماہوں تو میں آپ کے فرزند ارجمند کی نمک حرامی و نافرمانی داری کا کام اچھی طرح بتلاؤں“ *

شام کے وقت بہکم صاحبہ وہاں تشریف لے گئیں اور اُس کمرہ میں بادشاہ سلامت کے انتظار میں تھلتی رہیں اُس وقت ان کے دل کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی بادشاہ کے عتاب اور اپنے بیٹے کی قید کے خہال سے کلہجہ ہاتھوں اچھل رہا تھا ذرا سے کہتے پر چونک چونک پڑتی تھیں کہ آئنے میں بادشاہ سلامت تشریف لے آئے ابتو بہکم صاحبہ نہایت پریشان بدحواس خاوریں بت بٹی کھڑی ہوئی تھیں بادشاہ سلامت نے نہایت سخت نظر سے بہکم صاحبہ کو دیکھ کر ان کے دل کو اور بھی ہلایا اور پھر فرمائی لکے *

بادشاہ سلامت — معلوم ہوتا ہی آپ کو اپنے بیٹے کی اس حرکت ناشایستہ کا ذرا بھی علم نہیں ہی“ (یہ فرما کر صوفیہ کا گلدان اٹھایا) آپ اس گلدان سے تو ضرور واقف ہوئی اور اس کے پھندے پر جو شہر لکھا ہی وہ بھی آپ کی نظر سے گذرا ہوگا *

”بیگم“ ہاں حضور میں گلدان اور شعر دونوں سے واقف ہوں - شعر تو لانسکا ہی کا ہی *

بادشاہ سلامت ”اور گلدان پر بھی اُس نے یہہ اپنے ہاتھ سے شعر کہو دہاں *
 ”بیگم“ خداوند نعمت سوکسنی والی وہ غریب عورت جو ایسی عمدہ نقاشی لکھنا نہیں جانتی تھی اس لئے لانسکا نے اپنے ہاتھ سے گلدان پر یہہ شعر اور اُس کا نام لکھ دیا ہی *

بادشاہ سلامت ”اس شعر میں مہری بہت ہی تعریف ہی -
 بادشاہ سلامت نے لفظ یہہ ہی تعریف پر بہت زور دیا تو بیگم صاحبہ ہواں -

بیگم ”خداوند نعمت کچھہ ہی ہو اُس سے ایسا کام ہونا بالکل بعید از قیاس ہی کہ وہ حضور کی تعریف بیہودہ خوشامدیوں کی سی کرے -
 یہہ شعر تو اُس کا اُس وقت کا بنایا ہوا ہی جب خداوند نعمت نے اُس کو ایک بے سوچے سمجھے نہایت بھجا و نا زیبا بات کہہ دینے پر از بس لطف و عذائت شافانہ سے معاف فرمایا تھا اُس وقت خاص جوش میں یہہ شعر حضور کی شان میں اُس کی زبان سے بیساختہ نکل گیا تھا وہ تو شاعر بھی نہیں - مگر حضور کو شاید مبالغہ کے خیال سے یہہ شعر ناپسند ہوا - خیر - خداوند نعمت میں تو کسی طرح نہیں سمجھتی کہ یہہ شعر اُس کی قید کے لیئے کافی جرم خیال کر لیا جائے *

بادشاہ سلامت ”بیگم صاحبہ آپ ماں ہونے کی حیثیت سے بجا فرماتی ہوں مگر افسوس وہ دانشمندی آپ کی گفتگو میں نہیں رہی جو پہلے عام طور پر آپ کی دلچسپ اور عاقلانہ گفتگو سے ظاہر ہوا کرتی تھی - مگر یہہ کب کہا ہی کہ اُس کی گرفتاری اس شعر کے باعث کی گئی ہی - میں خوب جانتا ہوں کہ خوشامدیوں کی خوشامد اور بدقولیوں کی بدقولی کو کس طرح برتنا چاہئے - یہہ معاملہ تو بالکل نمکھرامی اور احسان فراموشی تک پہنچ گیا ہے جس کو میں کسی طرح معاف نہیں کر سکتا - بیگم صاحبہ ذرا صبر کئے - میں آپ کی عذر داری کو خوب غور و توجہ سے سنوں گا - اس وقت آپ یہہ نقش کردہ حروف

دیکھئے — نہیں اُن کے پڑھنے سے پہلے یہ اور سن لیجئے کہ مجھے یہ گلدان پورس بھیجتا تھا اور میں اُس کو صندوق میں بند کرنے کا حکم دے چکا تھا — بند کرنے والے نے مجھے گلدان اُتھا کر جب بندے پر کا شعر دکھلایا تو سچ تو یہ ہی کہ خوشامد کا اثر ہی کچھ بہت ہوتا ہی — میں اُس سے نہایت محظوظ ہوا اور اس خوشی کے اظہار کے لیئے دل ہی دل میں انعام تجویز کرنے لگا — اُس شخص نے ایک آہ کہنچپی اور پھر مجھے گلدان دکھلایا تو جس جگہ پہلے نیلا رنگ بھرا تھا وہاں رنگ چھوٹ جانے سے ایک لفظ نکل آیا جو ذرا مشکل سے پڑھا جاتا تھا — دیکھئے اب بالکل صاف ہی یہ لفظ ظالم ہی اب غور سے شعر کے اوپر کی عبارت پڑھیئے — لکھا ہی (درصفت شاہ فریدرک اعظم ظالم) اسے پڑھ کر وہ ساری خوشی اور انعام کے خیالات تو ہوا ہو گئے اور اُس نمکھراسی پر ایسا غصہ اور طعش آیا کہ اگر میں اُس وقت ضبط نہ کرتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا — اس وقت میں آپ کے ضعیف دل کو اُن غضبناک خیالات کے اظہار سے رنجیدہ نہیں کرنا چاہتا — خیر — میں ایسا ظالم ہوں کہ بیٹے کی نمکھراسی کی سزا بیٹے ہی تک محدود رکھی اور ماں سے کوئی مواخذہ نہ کیا — ہو کم صاحبہ میں آپ سے ذرا بھی بزرگستہ خاطر نہیں ہوں — آپ خاطر جمع رکھیئے — انشاء اللہ آپ کے آئندہ سہ شنبہ کے جلسہ میں میں ضرور شریک ہوں گا *

کم نصیب ماں سے ابھی تک کوئی بات بن نہ پڑی چپ چاپ کہتی سہمتی رہی، آخر میں ٹھنڈی سانس بھر کر بولی کہ اگر یہ لانسکا ہی نے لکھا ہی تو کونسا عذر سنا جاسکتا ہی *

ہو کم صاحبہ کو کسی طرح یقین نہیں آیا کہ درحقیقت یہ لفظ لانسکا ہی نے لکھا ہی مگر اس وقت اُن کا رنج اور افسوس بہت بڑھ رہا تھا وہ اپنے بیٹے کی بے وقوف اور نادان حرکات یاد کر رہی تھیں اُن کو یہ خیال بھی ہوتا تھا کہ لفظ لکھا تو لانسکا ہی کے خط میں ہی غرض یہی اُدھڑ بن کرتی کرتی وہ مکان پر پہنچیں — یہاں البتہ پہلے سے لانسکا کا حال دریافت کرنے کے لیئے بیٹھا تھا — جب البتہ نے سارا قصہ سنا تو اُسکو بھی مطابق یقین نہیں ہوا کہ لانسکا نے وہ لفظ لکھا ہی — رنج تو اُسکو

بھی سلیم کو بہت ہوا مگر اُس نے یہودہ خہالات میں وقت ضائع نہیں کیا اور رونے دھونے اور رنج کرنے کو مناسب نہ سمجھا وہ فوراً اُس شخص کے پاس دوڑا گیا جس کو بادشاہ سلامت نے وہ گلدان صندوق میں بند کرنے کا حکم دیا تھا اور جس نے وہ لفظ سب سے پہلے دیکھا تھا یہ وہاں سے وہ سہواہا برتن کے کارخانہ میں پہنچا اور دریافت کیا کہ کون کون شخص لانسکا کو گلدان پر لکھتے ہوئے دیکھ رہے تھے غرض جب اُس نے ہر قسم کی تفتیش کر لی تو اُسے بالکل یقین ہو گیا کہ لانسکا بالکل یہی تھا اور وہ لفظ اُس کا لکھا ہوا نہیں ہی *

بادشاہ سلامت نے سہ شنبہ کو یوگم صاحبہ کے ہاں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا اس لینے اس روز سب لوگ بادشاہ سلامت کے آنے سے پہلے جمع ہو گئے تھے پلنگ پر یوگم صاحبہ بیٹھی تھیں اور چاروں طرف لوگ جمع تھے۔ وہی لانسکا کا قصہ چہرہ ہوا تھا۔ ہرتے ہرتے انگریز سہاح کہنے لگا *

سہاح — ”واقعی ہم بڑے خوش نصیب ہیں ہمارے یہاں کسی شخص کو بلا اُس کے جرم کی اطلاع کے قید نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ دن دھاتے سب کے اوپر اُس کے مقدمہ کی تحقیقات اُس کے ہمجلس ججوں کے ذریعہ سے نہ ہو جائے اور اُس کا جرم ثابت نہ ہو جائے کوئی شخص قید نہیں کیا جاتا“ *

سہاح حسب عادت اپنے یہاں کی طرز حکومت کی نہایت شد و مد سے تعریف کر رہا تھا لوگ اُس کی باتوں پر ایسے کن لگائے بیٹھے تھے کہ بادشاہ سلامت چہرے سے جھٹکے کہ وہ ہمیشہ بلا اطلاع کے آتے تھے آکر بیٹھے گئے اور کسی کو خبر نہوئی۔ بادشاہ سلامت سب باتوں انہیں میں چپ چاپ بیٹھے ملتے رہے حتیٰ کہ سہاح کی باتوں ختم ہو گئیں اور یوگم صاحبہ نے ایک آہ سرد کہینچ کر فرمایا *

یوگم — ”کاش لانسکا کے مقدمہ کی تحقیقات بھی اسی طرح کی جاتی!“ *

البرٹ — ”اور کاش میں اس کا وکیل ہوتا!“ *

اب تو بادشاہ سلامت سے خاموش نہ بےلتا گیا •

بادشاہ سلامت ” بے شک — مگر اس شرط پر میں تمہاری خواہش پوری کروں گا ” بادشاہ کا بولنا تھا کہ سب لوگ ہک دھک رہ گئے ” اس شرط پر کہ اگر تم ججبان عدالت کو لانسکا کی صفائی کا اطمینان نہ دلا سکیے تو تمہاری بھی وہی سزا ہوگی جو لانسکا کی ہوگی یعنی قلعہ اسپاندا میں بارہ ماہ تک قید رہو گے — یاد رکھو کوتاہ اندیش ہونا تو برا ہی ہے مگر کوتاہ اندیشوں کا ساتھ دینا جان بوجہ کر بلا میں گرفتار ہونا ہی — “ (بیگم صاحبہ کی طرف مخاطب ہو کر) ” بیگم صاحبہ بہت بہتر — میں انگریزی طرز سے لانسکا کی تحقیقات کروں گا اور بارہ جج اُس کے ہم رتبہ شرفا میں سے سماعت مقدمہ کے لیئے انتخاب کروں گا — اپنی طرف سے مقدمہ کے لیئے میں خود ایک وکیل نامزد کروں گا “ (البرت کی طرف دیکھ کر) ” اور اگر تم چاہو تو اُسی شرط پر لانسکا کے وکیل ہو سکتے ہو — ہو گے ؟ “ •

البرت (نہایت شوق سے) ” مجھے یہہ شرط پسرو چشم منظور ہی مگر کیا حضور والا مجھے اسپاندا میں لانسکا سے ملنے کی اجازت عطا فرمائیں گے ؟ “ •

بادشاہ سلامت ” یہہ ایک نئی بات ہی — خیر میں محافظ قلعہ اسپاندا کو لکھ بھیجوں گا کہ وہ تمہیں لانسکا سے گفتگو کرنے کے لیئے دو گھنٹہ تک ملنے کی اجازت دے — اگر تم لانسکا سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے ارادے سے باز آؤ گے تو پھر میں اپنی وہ شرط ضرور پوری کروں گا “ •

البرت ” بہت بہتر — ضرور کہجئے — میں ہر طرح حاضر ہوں “ •

سب لوگوں نے بادشاہ سلامت کی مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور البرت کی ہمت کی داد دی •

اس وقت لانسکا کی نسبت عام مجلسوں اور عام محبتوں ہی میں گفتگوئیں نہیں ہو رہی تھیں بلکہ برلن اور پائسٹم کے شرفا میں جدھر دیکھو اُسی کے چرچے ہو رہے تھے شاہی دربار

کے علما و فضلا میں بھی اسی کا ذکر رہتا تھا۔ ایک انگریز ادیب سماج جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس وقت برلن میں موجود تھا اُس کو اس مقدمہ سے ایک عجیب تعلق ہو گیا تھا اُن سب باتوں کا شاہ فریدرک پر بہت اثر پڑا کیونکہ عوام کے الزامات اور برا بھلا کہنے کا اُس کو اتنا خیال نہ ہوتا تھا جتنا ذی علم لوگوں کی رائے کا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ موری شہرت اور ناموری کو آئندہ نسلوں تک پہنچا سکتے ہیں بلکہ ابد الابد تک قائم رکھ سکتے ہیں اس لیے وہ اُس کا بہت خیال رکھتا تھا کہ کہیں علما اور خصوصاً مورخین کی رائے اُس کی بابت خراب نہ ہو جائے۔ اس وقت برلن میں چند غیر ممالک کے سماج موجود تھے جن کا احاطہ کرنا شاہ فریدرک کے لیے نہایت ضروری امر تھا یہ سب فیاسات ہیں جو اُس کی عام عادت و رجحان طبع سے اخذ کیئے جاتے ہیں ورنہ اصل بھید کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے اُس کے دل کو اس مقدمہ میں معمول سے زیادہ رحیم بنا دیا تھا۔ وہ ضعیف ہو گیا یا نوجوان نواب زادہ کا خیال کرتا تھا یا اُس کو غیر ممالک کے سماجوں کی رایوں کا پاس تھا کچھ بھی ہو اُس نے اس مقدمہ کو بطرز انگریزی تحقیقات ہونے کا حکم دے دیا جس کا ذکر ہم آگے کرتے ہیں *

لانسکا سے ملکر البرٹ کا بقدرن اور بھی مستحکم ہو گیا اب کوئی چیز اُس کو وکالت سے باز نہیں رکھ سکتی تھی بجز اُس کے کہ لانسکا خود دوستانہ طریق سے منع کرنا تھا *

لانسکا — ”بھائی البرٹ تم نے ایسی سخت شرطیں کیوں منظور کر لیں یہ تو ممکن ہی کہ تم مجھے بے گناہ جانتے ہو مگر ایسی حالت میں اُس کا ثابت کرنا نہایت دشوار بلکہ محال ہی — کہیں آپ بھی میرے ساتھ ذلت میں نہ پڑ جائیں“ *

البرٹ — ”میں اپنے عزیز بے گناہ دوست کے ساتھ ٹپد ہو جائے کو کسی طرح ذات نہیں خیال کرتا۔ آپ میرے لیے کچھ اندیشہ نہ کھیلتے جو ہو سو ہو مجھے کوشش ضرور کرنا چاہیئے“ *

لانسکا — ” شاید آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں برلن کے کارخانہ سے واپس آ رہا تھا اور غصہ میں بہرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ میرے ہتھار تمہارے واسطے جب ضرورت ہو حاضر ہوں کیا خبر تھی کہ وہ وقت اتنی جلد آجائے گا۔ خیر بھائی البرت اب آپ جاتے ہیں۔ خدا حافظ — اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ آمین “ •

مقدمہ کے دن لوگوں کا بڑا ہجوم تھا سب قسم کے لوگ دیکھنے آئے تھے پائسڈم میں ایک نئی بارگ طہار ہوئی تھی اسی کو اس مقدمہ کے واسطے عدالت گاہ بنایا گیا اور سب کے بیٹھنے کا کافی انتظام کیا گیا۔ بیچ میں ایک بلند چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر چیف جسٹس کی نشست تھی کرسی صدارت کے راست جانب ایک جگہ مومن بارہ جعبوں کی جگہ مختصر کی گئی اور جانب چپ ایک بڑا احاطہ سب لوگوں کے لئے مخصوص تھا کرسی صدارت کے سامنے ایک بڑی میز پڑی تھی جس کے دونوں طرف بانچیں تھیں — داہنی طرف بادشاہ سلامت کے وکیل اور گواہوں کی جگہ تھی اور بائیں طرف مسٹر البرت اور اُن کے گواہوں کی۔ تھوڑی دیر میں سب جگہوں پر گئیں یہ کم صاحبہ والدہ لانسکا معہ چند رفقا کے جو اس وقت تک اپنی رفاقت پر قائم تھے تشریف لائیں اور عدالت گاہ کے نیچے کے حصہ میں بیٹھ گئیں — سب کی نظر بیچاری غمزدہ ماں پر پڑی اور ساری عدالت میں ایک خاموشی چھا گئی تھوڑی دیر تک تو لوگ مصیبت زدہ ماں کو دیکھ دیکھ کر خاموش رہے پھر وہی سرگوشیاں جو ایسے موقعوں پر ضروری ہیں شروع ہو گئیں ہر ایک شخص نے اپنی رائے آہستہ آہستہ ظاہر کرنا شروع کر دی کوئی کہتا تھا کہ لانسکا کے خلاف کافی ثبوت موجود ہی اور البرت کا پھر وہی اپنے سر لینا سرتاپا دیوانگی ہی — کوئی البرت کی ہمت اور دلیری پر آفریں کہتا تھا اور بعض بادشاہ سلامت کو تک رہے تھے کہ اُن کے چہرہ سے اُن کی رائے کا اندازہ کرسکیں اور اس طرح بادشاہ سلامت کے ذرا ذرا سے حرکات سکنت پر ہزار ہزار قیاس و گمان ہو رہے تھے •

آخر کار جب چیف جسٹس کرسی عدالت پر متمکن ہوئے اور شاہ عالم پنہا بھی مقدمہ کی روداد ملاحظہ فرمائے بغض بغض تشریف لائے تو پائسڈم

کے شرفاء و عمائدین میں سے بارہ اشخاص منتخب ہوئے اور لانسٹرا طالب
 کہا گیا۔ وہ نہایت اطمینان و وقار کے ساتھ عدالت میں داخل ہوا اُس
 کی چال ڈھال سے صاف صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اُس کو اپنی بے گناہی
 پر پورا اطمینان ہی مگر یہ سنجیدگی اُس کی جب ہی تک باقی
 رہی جب تک اُس نے اپنے دوست الہرت کو نہیں دیکھا۔ رفیق الہرت
 کو دیکھ کر نہ معلوم اُس کے دل میں کیا کیا خیالات اُٹے اور کھسا چروش
 پودا ہوا کہ اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ دونوں جانب دو سپاہی اُس کے
 ساتھ ساتھ اُٹے اور وہ چوتھے درجے کے نوچے زینہ کے پاس ٹھہر گیا *

چیف جسٹس ”کہا تم کو ان اصحاب کے انتخاب میں کوئی عذر
 یا اعتراض ہی“

لانسٹرا (خوب غور سے ہر ایک جج کی طرف دیکھ کر جو
 سب اُس کے دوست تھے) ”مجھے ان کے انتخاب میں کوئی اعتراض
 نہیں ہی“

چیف جسٹس نے ان منتخب حضرات سے حلف لیا کہ وہ
 اس مقدمہ میں ذرا بھی رو رعایت یا بغض دشمنی کو دخل نہیں اور
 نہایت انصاف و عدل سے روڈداد مقدمہ کو سنیں اس کے بعد چیف
 جسٹس فرمانے لگے۔ (ججوں سے مخاطب ہو کر) اے شرفائے پائندہ آپ
 حسب الحکم شاہ عالم پٹا اس عدالت کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں آپ
 کی مصلحت مزاجی اور انصاف پسندی سے اطمینان کیا جاتا ہے کہ آپ
 اس مقدمہ کی کارروائی پر نہایت آزادی و راستبازی سے غور کریں گے اور
 نہایت انصاف سے ایسا فیصلہ دیں گے۔ مسٹر وارنہڈارف جو مہری داہلی
 جانب تشریف رکھتے ہیں سرکاری وکیل ہیں اُن کو بھی آپ اصحاب کی
 طرح بادشاہ سلامت نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ آپ کو
 اصل مقدمہ و نفس الزامات سے آگاہ کریں گے اور گواہوں کی شہادت پیش
 کریں گے۔ مسٹر الہرت جو مہری بائیں جانب تشریف فرما ہیں اور جنہوں نے
 بطالب خاطر اپنے دوست کی حمایت میں وکیل ہونا منظور کیا ہے بریت
 ملازم کے لئے ضروری دلائل و شہادت پیش کریں گے۔ کل جانبوں کی
 تقریروں اور شہادتوں کی سماعت کے بعد آپ جملہ امور پر غور فرمائیں

اور متفق ہو کر ایک مختصر فیصلہ صرف ان الفاظ میں کہ ملزم پر ارتکاب جرم ثابت ہی ہوا نہیں مجھے دیں تاکہ میں حسب الارشاد بادشاہ سلامت اُس فیصلہ کا اعلان کر دوں۔ اگر لانسکا پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا تو وہ بوجہ کہا جائے گا اور اس نکتہات و گرفتاری سے اُس کی عزت اور شرافت میں کوئی فرق نہ پڑے گا لیکن اگر برخلاف اس کے اُس کا جرم ثابت ہو گیا تو وہ مجھ اپنے حاسی دوست و وکیل البوت قلعه رساندا میں ہمارے ماہ کے لیٹے قہد کیا جائے گا۔ کہونکہ مستقر البوت کی وکالت کو شاہ عالم پناہ نے اسی شرط پر منظور فرمایا ہی۔ چچان عدالت اب آپ سماعت فرمائیں کارروائی شروع ہوتی ہی *

چیف جسٹس تقریر کر کے اپنی کرسی صدارت پر بٹھہ گئے اور مسٹر ورائٹارف کہتے ہوئے *

تقریر مسٹر ورائٹارف وکیل شاہی

جفا بعالیٰ - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میں اپنا کس قدر بڑا فرض سمجھ کر تقریر کرنے کہتا ہوں ورنہ اس وقت جرات کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کسی پر الزام لگانے اور جرم ثابت کرنے سے بڑھ کر نفرت انگیز اور کونسا کام ہو گا۔ خصوصاً نواب زادہ لانسکا جو سے شخص پر الزام لگانا جس کو میں ایک وقت میں نہایت عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا تھا اور کہا عجب ہی کہ حضور بھی اُس کو ویسی ہی اچھی نظر سے دیکھتے ہوں نہایت مشکل اور درد انگیز کام ہی۔ ہمارے جذبات ہمارے متحسورات میں نہیں کہتا کہ دوسرے لوگوں سے زیادہ میں - مسٹر حضور عالی اگر اس حالت میں ہوتے تب البتہ معلوم کر سکتے تھے کہ میری حالت کھسی سخت خطرناک ہی یا اگر جناب ایک لمحہ کے لیے اپنے آپ کو اس حالت میں سمجھ لیں تو معلوم ہو کہ مجھ کو اس وقت کن مشکلات کا سامنا ہی لانسکا جو سے نواب زادہ کے خلاف تقریر کرنے میں بہت بڑی اور لاحل دشواریاں ہیں۔ حضور عالی پر متحقی نہیں ہی کہ اکسٹس لانسکا کا نام پانسدہم اور پہلے میں کس عزت اور توقیر کے ساتھ لیا جاتا ہی یہ وہی شخص ہی جو آپ کا دوست اور نہایت معزز و محترم رہ چکا ہی۔ اُس سے شرفاء و عمائد کو خاص صحبت

اور ہمدردی ہی - اُس کی مافدلی کشادہ روئی اور خندہ پھشانی اُس کی ذرا ذرا سی حرکات سکھات ہوئی ۔ محبت اور الفت کی نظر سے ہمارے شرفا اور عمائدین میں دیکھی جاتی ہوں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے دلوں پر اُس کی طرف سے ایک خاص اثر ۔ محبت اور عزت کی صورت میں جم گیا ہے ۔ علاوہ اس کے اُس کی والدہ اور والدہ جس کی عطا شدہ جسمی عزت جس کی قابل قدر خوبیوں اس کے دلوں میں اُس کے ہونے کی محبت سے کہیں زیادہ گہر کوئے ہوں یہاں ایسی حالت میں موجود ہے کہ اگر اُس کی ساری ذاتی قابلیت اور خیر اخلاقی سے قطع نظر کی جائے تب بھی اُس کی غمزدہ صورت اُس کی ہمکس حالت ایسی ہی کہ آپ کے دلوں میں اُس کے لئے رحم اور قریب پیدا ہو جاتا نہایت ضروری بلکہ لازمی ہے ۔ اُس کے دوست ، مستر البت کی خطرناک حالت بھی کچھ کم ہمدردی کے قابل نہیں ہے ۔ وہ جس شرط پر ۔ مقدمہ کی پوری کے لئے آمادہ ہوئے ہیں وہ حضور والا سب کے دل ہلا ڈالنے والی ہے ۔ میں خود اُن کے عمدہ خصائل اور حمیدہ اخلاق کی دل سے قدر کرتا ہوں اُن کے اس مردانہ کام پر آمادہ ہونے کے لئے ہمارے دل سے مودت و آفرین نکلتی ہے مگر ساتھ ہی اُن کی حالت پر متوجہ سخت رحم آتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسے دوست کی صفائی کے لئے آمادہ ہوئے ہیں جس کو وہ یقیناً ناممکن الثبوت پائندگی ۔ ہر شخص اس وقت اجلاس میں اُن کو نہایت ہمدردی اور عزت کی نظر سے دیکھ رہا ہے ۔ جس طرح وہ اپنے دوست کی بے غرضانہ حمایت کے لئے اُٹھ رہے اُسی طرح سب کے دلوں میں اُن کے واسطے حمایت کا جوش موجزن ہے ۔ حضور عالی ۔ میں بھی اس عدالت میں اُسی طرح ایک بے غرض و کھل ہو کر اپنے دوست کی طرف سے حاضر ہوا ہوں ۔ بے شک میں فریڈرک اعظم کو اپنا دوست کہہ سکتا ہوں ۔ ہمارے شاہ ولی نعمت خدا نکرے دوسرے بادشاہوں کی طرح ایسے فرعون بے سامان نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو احاطہ انسانیت سے بالاتر خیال کریں ۔ اُن کو لوگ بڑے بڑے القادس سے یاد کریں شعراء اُن کی مدح سرائی میں مبالغہ سے قصیدے پڑھیں ۔ مگر وہ ذات فرشتہ صفات نہیں چاہتے کہ لوگ

اُسے پوچھیں وہ ساری عزت اور معظم چاہتے ہیں مگر صرف ایک انسان کی طرح — اپنے دوستوں کو وفادار اور رعیت کو فرمانبردار چاہتے ہیں — خوش نصیب ہی وہ رعیت جو اُن کے دامن عافیت میں خوشگوار نہلند سو رہی ہی خوش قسمت ہیں وہ دوست جن کی وہ عزت کرتے ہیں اور جن پر وہ اعتماد رکھتے ہیں — حضور عالی — یہ سب نعمتیں کسی وقت میں اس ملزم کو بھی حاصل تھیں سب پر واضح ہی کہ اب بھی اُس کی والدہ پر عنایات خسروانہ اُسی طرح مہذول ہیں جس طرح کہ ایک عرصہ سے چلی آئی ہیں — حضور والا — یہ ہمارے شاہ عالم پٹاہ کی رحیم المزاجی ہی کہ انہوں نے بیٹے کی نمک حرامی پر ماں کے حقوق میں ذرا بھی فرق نہ ہونے دیا •

جناب عالی — اگستس لانسکا اگرچہ پولینڈ میں پیدا ہوا ہی مگر پائسڈم کے جنگی اسکول میں جس کو اگر بہادریوں کا مدرسہ کہا جائے تو بجا ہی اُس نے شرفا کے بچوں کے ساتھ تعلیم پائی ہی ایسی تعلیم سے ایسی ماں کا بیٹا نہایت شایستہ اور خداوند نعمت کا سچا جان نثار ہونا چاہئے تھا — شروع سے وہ اس پر اعتماد اور بہروسا کرنے لگے اُن کو اُس سے بہت کچھ اُمیدیں تھیں — آپ کو معلوم ہی کہ اُس کے لڑکپن ہی کے زمانہ سے بادشاہ سلامت نے اُس کو اپنے ہمسروں میں ممتاز فرمایا تھا — طبعاً اُس کے مزاج میں نہایت تغذی واقع ہوئی ہی اور اس وجہ سے اُس سے اکثر غلطیاں ہوتی رہی ہیں جن کو ہمارے آقا ولی نعمت اہل عیالیت خسروانہ سے ہمیشہ معاف فرماتے رہے چنانچہ اُس کی تصدیق ایک حال کے واقعہ سے جس کو اس مقدمہ سے برا تعلق ہی اور جس کو میں بیان بھی کروں گا بہت کچھ ہوتی ہی — اب مسٹر وارنہارف نے کل بانڈن جو لانسکا نے مٹی کے برتنوں کے کارخانہ برلن میں کی تھیں نہایت توضیح سے بیان کیں اور بعد ازاں خسرو نامدار کی مہربانی و معافی کا ذکر کیا جس میں فصیح مقرر نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور نہایت طویل تقریر کی — ایک جماعت نے جو اس وقت بادشاہ سلامت کے دربار میں بیٹھی تھی یہ سیکر اس قدر چورز ہیں کہ کچھ دیر تک مقرر کی آواز تک نہیں سنائی دی اور

مختصر کچھ لکھ بھی نہ سکے غرض جب آواز سنائی دی تو وہ یہہ کہہ رہا تھا •

”عطیات خسروی کو خیال کرتے ہوئے مجھے ذرا بھی تعجب نہیں معلوم ہوتا جب میں آپ لوگوں کو ایسے چیز دیتے ہوئے اور آفریں و مرحبا کے نعرہ بلند کرتے ہوئے سنتا ہوں — تعجب اس پر ہوتا ہی کہ تاہم اس سلطنت میں ایک ایسا دل موجود ہی جس پر ان عطیات کا کچھ اثر نہیں ہوا — بلاشبہ میرا تعجب اور بھی زیادہ ہو جاتا ہی جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ شخص نواب زادہ لائسکا ہی جس کی خداوند نعمت نے اس مہربانی اور شفقت سے پرورش کی ہی — کہسے تعجب کی بات ہی کہ اُس نے ان عطیات خسروی کی ذرا قدر نہ کی اور ایک ہی ماہ کے بعد اپنے دوست اپنے سر پرست بادشاہ کے ساتھ پوشیدہ پوشیدہ نمکترامی اور ضرر رسانی شروع کر دی فریدرک اعظم کی روز افزوں شہرت کو کون روک سکتا ہی مگر اُس کے دل میں یہہ کہینہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے آقا ہی کی شہرت میں بقا لکائے — افسوس کہ اُس نوازش و شاہانہ عطیات کا کچھ بھی اثر نہوا سچ ہی —

بافرو مایہ روزگار مبر • کو نے بریا شکر بخوری

اگر گز آب زندگی بار • ہرگز از شاخ بود بر بخوری

حضور والا آپ خوب جانتے ہیں کہ ہمارے شاہ جہاں پقاہ لوگوں کی بوج گوئیوں اور ہرزہ سرائیوں کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ورنہ شاہی دروازہ سان ساوسی کی مذمت و دشنام کے خطوط نہ معلوم کیا کچھ غضب دہاتے اگر یہہ اعلیٰ حضرت کی برد باری و حلیم المزاجی نہیں ہی تو کیوں جہاں پقاہ اُن کی پاداش کی طرف مائل نہیں ہوتے اور فی الفور اُن کے لکھنے والوں کا پتہ نہیں لگا لیتے کیا وہ اُن کو معلوم نہیں کر سکتے یا سزا دینے کی قدرت نہیں رکھتے مگر یہہ بے پروائی بھی حضور کی جیہی تک ہی جب تک کہ اُن بھڑدہ خطوط سے نمکترامی اور دغا بازی نہیں ظاہر ہوتی ہی — وہ ایسے کاموں کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے خصوصاً ایسے شخص سے جس کا اعلیٰ حضرت سے اس قدر گہرا تعلق اور جس سے اعلیٰ حضرت کو بہت کچھ امیدیں

ہوں اس قسم کی حرکات کا سرزد ہونا عتاب شاہی کو جوش میں لائے
 بغیر نہیں رہ سکتا شاہ غریب نواز تو لانسکا پر نطف و مہربانی فرمائیں
 اور وہ اسی مہربانی کو اپنے کمینہ بغض اور ضرر رساں طبیعت کا اوزار
 بنائے اور اپنے آپ کو ہر جا کہ نشہی بکلی کا مصداق ثابت کرے *

حضور والا خیال فرمائیں گے یہہ کیسا کمینہ پن ہی — جو کچھہ میٹھ
 حضور کی خدمت عالی میں عرض کیا ہی اُس کے لیئے ثبوت بھی کافی
 موجود ہی — چنانچہ ”حضور والا کے روبرو جوشہادتیں میں اس وقت
 پیش کرنا ہوں اُن پر غور فرمانے سے حضور عالی کو خود مقدمہ کی
 سچائی اور صداقت معلوم ہو جاوے گی“ *

مسٹر وارنہڈارف نے گلدان نکال کر سب کو دکھلایا اور سب حال کہہ
 سلایا پھر ججبان عدالت کو گلدان دیا گیا اُنہوں نے فریڈرک اعظم کے
 ساتھ لفظ ظالم پڑھ کر سخت تعجب کیا — جب سب حاضرین لفظ
 ظالم پر ہر افروختہ ہو رہے تھے مسٹر وارنہڈارف نے نہایت ہشکاری سے
 اُس وقت یہودی کو شہادت کے لیئے کھڑا کیا یہہ ایک ضعیف شخص تھا
 اور اُس وقت اس کی عجیب حالت ہو رہی تھی نہ تو یہہ اپنی گردن
 ادھر ادھر موڑ سکتا تھا اور نہ اس کا سر ہلتا تھا مگر اُنہیں چاروں طرف
 بہت تیزی سے پھیر رہی تھیں اسکے چہرے سے منافقت ٹپکتی تھی مگر جب
 بولنے کی کوشش کرتا تھا تو آواز جھرائی جاتی تھی — لانسکا کے احباب
 نے تو اس کی صورت ہی سے بد ظنی کرنا شروع کر دی — اُس کا یہودی
 ہونا بھی متعصب لوگوں کی بد ظنی کے لیئے کافی سبب تھا — مگر جو لوگ
 تعصب کی تاریکی سے باہر تھے وہ سمجھتے تھے کہ بیچارے ضعیف آدمی میں
 اتنی بڑی جماعت کے روبرو ایسی سخت شہادت کی جرأت کہاں سے ہو
 سکتی ہی کہ بالکل قائم المزاج رہ سکے اس سلیمان یہودی نے پہلے تو
 تالود کی قسم کھائی پھر مسٹر وارنہڈارف کے سوالات کے جواب دیئے
 مسٹر وارنہڈارف ”کیا تم نے اس گلدان کو کبھی دیکھا ہی ؟“

سلیمان ”ہاں جناب دیکھا ہی“ *

وارنہڈارف ”کہاں اور کب ؟ جو کچھہ تم اس کے بارہ میں
 جانتے ہو صاف صاف عدالت کے روبرو بیان کرو“ *

سلیمان ” پہلی مرتبہ جہان تک مجھ کو یاد پڑتا ہی مہمے اس گلدان کو سان سادسی کے اُس کمرہ میں دیکھا ہی جہاں رنگین سامان رکھا ہوا ہی — اس مہمے کی پہلی تاریخ کو دس بجے دن کے یا گیارہ بجے ہونگے اُس وقت دیکھا ہی — وقت میں تھیک تھیک نہیں کہہ سکتے *

مسٹر وارنڈارف ” وقت کے گھڑی پل دریافت کرنے کی کچھ حاجت بھی نہیں ہی تم یہ بتاؤ کہ تم نے اُس کو کسے دیکھا ہی — خوب سوچ کر جواب دو کچھ جلدی نہیں ہی اصل حقیقت معلوم ہونا چاہئے خواہ کچھ دیر ہی ہو جائے “

سلیمان ” یہ گلدان بادشاہ عالم پٹالا نے خود ہی مہرے ہاتھ میں دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں دوسری چھڑوں کے ساتھ اِس کو صندوق میں بند کردوں گا کیونکہ اُس کو اعلیٰ حضرت ایک شریف شخص کو بدوس میں تحفہ بھیجنا چاہتے تھے — چونکہ میں چینی کا چھوٹا سا سامان شہر میں ادھر ادھر بیچتا رہا کرتا تھا اس لیے میں اس قسم کے برتنوں سے کچھ واقف ہو گیا ہوں — اس خوبصورت گلدان کو دیکھ کر میں بہت متعجب ہوا اور بڑے شوق سے دیکھنے لگا — میں نے اپنے رومال سے اُس کے سفید نقشوں پر جو گرد جم گئی تھی صاف کر دی یہ مہرے پاس وہی رومال اب بھی موجود ہی جب میں بیڈروے کو جہاز نے لگا تو وہاں مدجے ایک شعر نظر پڑا میں ذرا تھہر گیا اور شعر کو پڑھا اُس کے اہل بیت کا در وصف شاہ فرید گرج اعظم ” یہ شعر میں نے بادشاہ سلامت کو دکھایا اور پھر میں نے چاہا کہ اُس نئی زبان کو جس پر یہ شعر لکھ ہوئے تھے خوب صاف کردوں کہ وہ جھلک اُٹھے مگر صاف کرنے پر کچھ نیلا رنگ رومال میں چھوٹ آیا مجھے اس پر تعجب ہوا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ رنگ اُس جگہ سے نہیں چھوٹا ہی بلکہ اِن الفاظ کے بعد جو جگہ باقی ہی وہاں سے چھوٹا ہی بادشاہ سلامت اس وقت میری طرف سے پشت کیئے ہوئے ایک نئی تصویر دیکھ رہے تھے — جو میں نے رنگ کو اور صاف کہا تو اُس جگہ لفظ ظالم نظر آنے لگا یہ دیکھ کر مجھ سے رہا نہ کہا اور مہرے مہمے سے یہ ساختہ ” پندر ابراہیم “ نکل گیا — بادشاہ سلامت یہ سفر فرماتے آئے ” کہوں سلیمان — تم نو نہایت متحیر معلوم ہوتے ہو — اِس وقت تم نے ” پندر ابراہیم “ کو کہوں

تکلیف دی کہا تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری ان ظاروف کے رکھوانے میں مدد فرمائے۔ ” میں حضور پر نور کو اس کا کچھ جواب نہ دے سکا کہونکہ اس وقت مجھے پر کچھ نہ سکتا تھا عالم سا طاری ہو گیا تھا — میں نہیں سمجھتا تھا کہ ” در وصف فریدرک اعظم ظالم “ کے کیا معنی ہوتے ہیں مہرہی حالت دیکھ کر خداوند نعمت نے گلدان مہرے ہاتھ سے لے لیا اور وہ لفظ خود ملاحظہ فرما کر اور اُس نپلے رنگ کا داغ مہرے رونال پر دیکھ کر کمرہ سے باہر تشریف لے گئے بس اسی قدر متوجہ معلوم ہی *۔

اس پر وارنہزارف نے کہا کہ تمہاری شہادت ختم ہو گئی ہے تم جاسکتے ہو — مہرہی نے عدالت کو چھک کر سلام کیا اور جانے ہی کو تھا کہ مسٹر انبرٹ کھڑے ہوئے اور عدالت کو مخاطب کر کے درخواست کی کہ سلامان مہرہی کو ابھی تھوڑا لیا جائے کہونکہ میں اُس سے حسب موقع جرح کے سوالات کرونگا — اس پر عدالت نے اُس کو جانے سے منع کر دیا اور وہ تھوڑا گیا *۔

درسرا سرکاری گواہ کارخانہ برلن کا محافظ یہیں ہوا *۔
میں — ” کہا تمہیں یاد ہے کہ گلدان کے پیوندے پر کچھ الفاظ لکھے ہیں ؟ “ *۔

ج — ” ہاں مجھے یاد ہے کہ اُس پر ” در وصف شاہ فریدرک اعظم ظالم “ لکھا ہے اور اُس کے نیچے ایک شعر اور صوفیہ کا نام لکھا ہے “
س — ” کہا تم کو معلوم ہے کہ یہم الفاظ کس نے لکھے ہیں ؟ “ *۔

ج — ” مجھے یقین ہے کہ وہ نواب آگسٹس لانسکا نے لکھے ہیں “ *۔
س — ” کہوں — یقین کہوں ہی ؟ “ *۔

ج — ” اس لئے کہ میں نے صوفیہ کا جس نے یہم گلدان بلایا ہے نواب زادہ لانسکا سے یہم کہا سنا تھا کہ مجھے لکھنا نہیں آتا آپ براہ صہربانی گلدان پر مہرا نام لکھ دیجئے اُس وقت تک گلدان کچا تھا اور نقش ہوسکتے تھے — نواب زادہ لانسکا نے ایک عمدہ اوزار لیا اور چند منٹ تک مہرے سامنے گلدان کے پیوندے پر لکھتے رہے بعد اہک کارپس کے ہاتھ گلدان آتشخانہ بھیج دیا جہاں غالباً وہ فوراً بھتی میں رکھ دیا گیا ہوا “ *۔

ابھی اُس کا جواب باقی تھا کہ وارنڈارف نے ایک اور سوال کر دیا۔
 س — ”جب آنشدان سے گلدان بک کر نکلا تھا تو کہا تم نے لفظ
 ظالم اُس پر دیکھا تھا؟“

ج — ”آنشدان سے نکلمہ کے ایک گھنٹہ بعد میں نے گلدان دیکھا
 تھا مگر لفظ ظالم کی جگہ بالکل نہلی تھی — میں خود ہی اس
 گلدان کو دوسرے گلدانوں کے ساتھ مجلسِ رائے شاہی میں سان ساوسی
 لے گیا تھا اُس وقت تک مجھ کو لفظ ظالم کا بالکل علم نہ تھا — پہلی
 تاریخ ماہِ حال کو اعلیٰ حضرت نے مجھے طالبِ فرما کر وہ لفظ دکھایا
 جس کو دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہوا آنشدان میں
 بک جانے کے بعد تو کوئی لفظ لکھا نہیں جاسکتا پھر حال یہ
 لکھا تو پہلے ہی گیا ہوگا — جب آنشدان سے بک کر نکلا ہی اُس
 وقت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے نکلا رنگ بد دیا ہی — مجھے یقین
 اس لکھنے ہی کہ میں نے سوائے لائسنسِ نواب زادہ کے اور کسی کو اُس پر
 لکھتے نہیں دیکھا اور وہ لکھا بھی اُنہی کے خط میں ہی — علاوہ اس کے
 اُنہوں نے بادشاہِ سلامت کے لکھنے یہ لفظ پہلے بھی میرے سامنے ایک
 مرتبہ استعمال کیا تھا — غرض ان باتوں سے میرا یقین کامل ہو گیا کہ
 یہ لفظ اُنہوں نے لکھا ہی“

بعد ختمِ شہادت محافظِ کارخانہ مستر وارنڈارف کی اجازت لیکر
 جانے ہی کو تھا کہ مستر البت نے اُسی طرح اس کو بھی جرح کے
 لئے تہدرا لیا *

اس کے بعد سرکارِ عالی کی جانب سے دو شہادتیں اور گذریں ایک
 تو وہ شخص جس کے ہاتھ نواب زادہ نے گلدان آنشدان میں بھجوا
 تھا اور دوسرا وہ شخص جو بھٹی میں بون پکانا تھا اور اس گلدان کو بھی
 اُسی نے پکایا تھا *

پہلے شخص کی حلفیہ شہادت یہ تھی ”میں خود گلدان کو آنشدان
 میں لیکھا تھا اور راستہ میں کسی نے اُس گلدان کو مجھ سے نہیں لیا اور
 نہ کچھ اُس پر لکھا گیا“ *

دوسرے گواہ نے یہ شہادت دی کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اس گداہی کو دوسرے
 ظروف کے ساتھ بھٹی میں رکھا تھا — مہرہ دانست میں قبل بھٹی میں رکھ
 جانے کے اُس کو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا، اب سوکاری شہادتوں سب
 ختم ہو گئیں اور وارنٹڈراف نے اپنی تقریر کو زیادہ طویل دینا مناسب نہ
 سمجھا اور صرف یہ کہا کہ بادشاہ سلامت نے مجھ کو نہایت اعتدال سے تقرر
 کرنے کو کہا ہی اور اس وقت ضروری باتیں میں کہہ ہی چکا ہوں اس
 لئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں *

نوجوان لازم کے چہرہ سے مستر وارنٹڈراف کے زمانہ تقریر میں
 نہایت سنجیدگی اور تمکین کے آثار نمایاں رہے — مگر جب اُس نے
 اپنے دوست کو اُٹھتے دیکھا تو اُس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا اُس
 نے اپنا سر جنگاہ کی سلاخوں پر رکھ دیا اور نہایت تشریش و فکر کی حالت
 میں کھڑا رہا — سامعین پر بھی اس وقت ایک سفاقت چھایا ہوا تھا
 سوائے بادشاہ سلامت کی تلوار کی زنجیر کی آواز کے جس سے وہ کھل
 رہے تھے کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی تھی — مستر البرٹ نے اس
 طرح تقریر شروع کی *

تقریر مستر البرٹ

حضور والا — میں اس وقت آپ کے جذبات کو بھڑکانے نہیں کھوا
 ہوا ہوں اگرچہ مہرہ موجودہ حالت کا مقتضا یہی ہی مگر میں مہرہ و
 استقلال سے کام لوں گا اور حتی المقدور سنجیدہ تقریر سے حالات واقعی بیان
 کرنے کی کوشش کروں گا — میں اعلیٰ حضرت کی مدح و ثناء سے بھی
 باز رہوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب ایک شخص کی وفاداری میں
 شبہ ہوتا ہی تو اُس کی تعریف و صفت بھی جعل اور فریب پر مبنی
 خیال کی جاتی ہی میں جانتا ہوں کہ ہمارے بادشاہ جیسے بادشاہ کو اور
 ہماری بزرگ قوم جیسی قوم کے لئے ایک نمک حرام یا فمکحرام کے
 دوست کی تعریف کی حاجت نہیں — ہاں اگر لانسکا نواب زادہ پر
 کوئی جرم ثابت نہ ہو اور اُس کی بریت ہو گئی تو وہ اپنے پسندیدہ افعال
 سے ایسی تعریف و توصیف کر دے گا جو اس وقت میں اپنے الفاظ سے
 کسی طرح نہیں کر سکتا — حضور والا آپ کی ذکی اور فہم طبیعتوں سے

مجھے کامل اُمید ہی کہ اب تک کے الزامات کو سماعت فرما کر حقور نے خیال کر لیا ہوگا کہ مازم کے خلاف کوئی دلیل اثباتی موجود نہیں ہے یعنی کسی نے یہہ نہیں کہا کہ مہمہ لانسکا کو لفظ ظالم لکھتے ہوئے دیکھا ہے پہلے گواہ کا یہہ کہنا کہ وہ لفظ نیلے رنگ سے تھکا تھا جس کو مہمہ اپنے رومال سے دور کیا ہے سب سچ سہی مگر مہری سمجھے میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق اصلی جرم و الزام سے کہاں تک ہے — میں جانتا تھا کہ دوسرا گواہ ذرا زیادہ ذہنی رتبہ و ذی حیثیت ہے جرم کا ثبوت اُس کے بیان کے لیئے رکھے چھوڑا ہوگا مگر اُس شہادت سے ہم کو صرف یہہ معلوم ہوا کہ مہری نے اپنے ناخواندہ ہونے کو لانسکا نواب زادہ پر ظاہر کر کے اُس سے نام لکھ دینے کی درخواست کی اور نواب زادہ نے گواہ مذکور کے روبرو گلدان کے پوندے پر کچھ لکھ دیا اور اُن کے سوا کسی دوسرے کو محافظ صاحب نے اُس پر لکھتے نہیں دیکھا اور وہ لفظ لانسکا ہی کے خط میں لکھا تھا اس لیئے قابل گواہ نے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ وہ لفظ بھی لانسکا ہی نے لکھا ہوگا کیونکہ ایک مرقبہ یہہ لفظ بادشاہ سلامت کی نسبت اُن کو کہتے ہوئے پہلے محافظ صاحب نے سنا بھی تھا صاف ظاہر ہے کہ یہہ کوئی دلیل اس امر کی نہیں ہو سکتی کہ ہمارے نواب زادہ ہی نے وہ لفظ لکھا ہے — ہاں دو شہادتوں سے یہہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سوائے لانسکا کے اور کسی شخص نے اُس گلدان پر نہیں لکھا ہے ایک شہادت سے معلوم ہونا ہے کہ گلدان لانسکا کے پاس سے آٹھ خانہ میں بلا کسی کی درمیانی مزاحمت اور روک کے لایا گیا دوسری شہادت کہتی ہے کہ آتش خانہ میں جب تک گلدان کچھ حالت میں رکھا رہا اُس کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا اس لیئے یہہ تسام کرنا لاجبی خیال کیا گیا کہ وہ لفظ ظالم بھی گلدان کے آٹھ خانہ میں لوجانے سے پہلے ہی کا لکھا ہوا ہے اور اس لیئے سوائے لانسکا کے اور کسی نے نہیں لکھا — اس میں مجھے چند سوالات کرنا ہیں کہ آٹھ خانہ میں لائے جانے سے کتنی دیر بعد وہ گلدان بھٹی میں رکھا گیا اور اتنے عرصہ تک گلدان کا کیا ہوتا رہا — وغیرہ — حضور والا مہری پہلی بات یاد رکھئے کہ کوئی اثباتی دلیل ثبوت جرم میں پوش نہیں کی گئی اور اسی حالت میں سوائے

احتمالات کے موازنہ کے عدالت کچھ نہیں کر سکتی واقعی ان احتمالات کا جانچنا کہ کس طرف احتمال قوی ہی اور کس طرف ضعف ہے بڑے ججوں کا کام ہی ہے۔ حال میں ایک پرچہ مہرہ نظر سے گذرا ہی جس میں اس موازنہ کو عدالت ہی کا کام بتایا ہی اور لکھا ہی کہ ان سے نکلنے والا جو کچھ ابھی ججوں ہی کے لئے مخصوص امر ہی پس حضور والا جو کچھ ابھی تک جناب نے سماعت فرمایا وہ محض احتمالات کو قوی کرنے میں کام آسکتا ہی ورنہ اثباتی دہل تو جیسا کہ میں عرض کرچکا کرٹی موجود نہیں ہی اس لئے عدالت سے درخواست ہی کہ وہ ان تمام احتمالات کو جو نواب زادہ لانسکا کے خلاف کہئے گئے ہوں ان احتمالات سے جو میں نواب زادہ کے موافق دہلے کوونکا نہایت فور سے موازنہ فرمائے اور اپنا قیمتی فیصلہ دے *

حضور والا اگر آپ ذرا فور فرمائیں گے تو بخیر، معلوم ہو جائے گا کہ وہ جملہ خوبیاں جن سے نواب زادہ آراستہ ہی اور جن کے باعث ہم سب کا حضور اعلیٰ بادشاہ سلامت تک بھی کو وہ بڑے دقیقہ شناس و نعمت رس ہوں اُس کی عزت کرتے اور اُسے عزیز رکھتے ہوں ہاں وہ سب خوبیاں اُس کے موافق بہترین احتمال ہیں - اُس کی تعلیم اُس کے چال چلن اُس کی تہذیب فہمی غرض جملہ خوبیوں کو جس کا آپ کو ذاتی تجربہ ہی خیال فرمائیں اور ہر سوچیں کہ کیا وہ ایسا کہیفہ کام کر سکتا تھا اگر کرتا تو کوئی غرض یا مطلب بھی تو ہونا یہاں اُس کا کوئی مطلب ہی نہیں ہو سکتا ہی کیا وہ چاہتا ہی کہ بادشاہ کے ظالم ہونے کا خیال پھر س پہونچائے تو حضور والا آپ ہی سوچیں کہ کس آسانی سے وہ وہاں اس خیال کو کہوں زیادہ زور و اثر کے ساتھ پہونچا سکتا تھا اور یہ کہ کوئی بھی عقل کی بات ہی کہ جو گلدان خود بادشاہ سلامت کے ہاتھ میں جانے والا ہو اُسی پر وہ بادشاہ سلامت کو ظالم لکھ اس ارادے سے کہ اُس کے ظلم کی خبر دوسری جگہ پہونچ جائے جس طرح خیال کہجئے کوئی صورت کوئی وجہ نہیں ملتی بجز اس کے کہ ہم لانسکا کی نگل نادان سمجھیں اور بالکل انسانی عقل سے مبرا جانوں تو حضور والا یہ کہ آپ کے ذاتی تجربہ کی مدد سے

ہی کہ لانسکا ہے تو اُس کی ہانشمندی اور عقل و فراست کے ساتھ اس طرح جان بوجہ کر اپنے پورے مہن آپ دکھا رہی مارلہما نامکین نظر آتا ہی۔ آپ کو معلوم ہی کہ بادشاہ سلامت یہی اُس کی نیک اور عمدہ صلاحیت کے دادادہ ہو گئے تھے اور ابتداء ہی سے اُس کی حوصلہ افزائی شروع کر دی تھی وہ خوب جانتا تھا کہ اُس کی ساری دنیاوی ترقی محض بادشاہ سلامت کی خوشنودی اور ملک کی پسندیدگی پر منحصر ہی ہے اور ان سب اُمیدوار فائدوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر کسی طرح سمجھتا ہے مہن نہیں آتا کہ اُس کو اُس لفظ کے لکھنے کا کیا جن سدا تھا یا وہ کہوں ایسا آئے سے باہر ہو گیا تھا کہ کوئی خوشی اور کوئی فائدہ اُس کی سمجھتا ہے مہن اُس لفظ لکھنے کے برابر نہ تھا •

کہا گیا ہی کہ بادشاہ سلامت کے اُس حد سے زیادہ احسان اور ایک طرح کی جان بخشی سے جو لانسکائواب زادہ کی ایک کوتاہ اندیش حرکت پر اعلیٰ حضرت نے ابھی حال مہن میں بدول فرمائی تھی اور جسکو فصیح و کمال طارف ثانی نے نہایت عمدہ پیرایہ مہن بیان کیا ہی اُس کے نمک حرام دل پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اُس نے ساری مہربانوں کو فراموش کر کے اُلٹا ضرر رسائی کا شہرہ اختیار کیا — اس واقعہ کے بیان سے جرم کو زیادہ نفرت انگیز اور قابلِ شرم بنانا چاہا ہی مگر مہربانی رائے اور سمجھتا ہے تو یہہ ایک بڑا احتمال اُس کے عدم ارتکاب جرم کا ہی — جن احباب کو اُس سے سابقہ پڑا ہی اور جن کو اُس کے دل کی حالتوں کی اطلاع کا موقع ملا ہی وہ جانتے ہیں کہ اُس مہن کس قدر وفاداری اور احسانمندی کا مادہ و دہمت ہی دوستوں کی ہمدردی اور اُن کے ذرا ذرا سے سلوک اور اُن کی ایک ایک بات کا جو سائو اس نواب زادہ کے دل پر پوتا ہی وہ عدالت سے پوشیدہ نہیں ہی مہن مثالوں کثرت سے یہی کر سکتا ہے مگر اس وقت تو جو سوں عدالت کے روبرو ہی وہ اس کی تصدیق کے لئے کافی ہی — اس جماعت پر نکاحِ قائلہ سے معلوم ہوا ہی کہ کلمہ دل اُس کے لئے آنکھوں سے نکلے پڑتے ہیں کلمہ چہرے اُس کی خاطر مغرم نظر آ رہے ہیں — کیا عوام و خواص کی یہہ ہمدردی کسی ایسے دل کے لئے ہو سکتی تھی جو احسان فراموش ہو اور جس پر دوسروں کی مہربانی کا اثر نہ پڑا ہو — یہی ہرگز نہیں — قطع نظر ان سب باتوں

کے ایک بیہ بات اُس کے لیٹے عام طور پر مسلم ہی کہ وہ نہایت صاف دلی اور بے لاگ بات کہتے اور کرنے والے ہی جس پر اُسکی اکثر کوتاہ اندیش اور نادان حرکتوں کو معمول کہا جاتا ہی تو جب ایک دل کو ہم صاف اور بے ریا مانتے ہوں، تو پھر وہ کس طرح خود غرض اور مکار ہو سکتا ہی ؟ حضور والا جس بھار سے دیکھتے کوئی بات ایسی نظر نہوں آئی جس سے یقین تو یقین شہہ بھی کہا جائے کہ واقعی نواب زادہ لانسکا نے یہی لفظ لکھا ہی۔ یہی وجہ تھی کہ مہلے جب مجھے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی پھر نہ کہا اور پھر وہی پر آمادہ ہوا چنانچہ مہرا خہال صحیح ثابت ہوا اور ایسے ثبوت ملتے گئے جو مہرے احتمالات کے بالکل موافق ہوں — میں اب شہادتوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور خواہ مخواہ فصاحت اور خوش بیانی سے کام نکالنا نہیں چاہتا جس سے حضور والا آپ پر پوشیدہ نہیں ہی کہ بسا اوقات سچائی اور حقیقت حال کے چھپانے کا بھی کام لیا جاتا ہی اب میں اپنی تقریر ختم کرتا اور عدالت عالی کی قابل قدر توجہ شہادتوں کی جانب رجوع کرتا ہوں *

مسٹر البرت نے جرح کے سوالات شروع کیئے اور آشفخانہ میں گلدان لانے والے سے ابتدا کی *

البرت ”کہا تم نے گلدان اُس آدمی کے ہتھ میں دیا تھا جس نے اُس کو بھٹی میں رکھا ؟“ *

گواہ ”نہیں جناب — میں نے گلدان ایک کشتی پر رکھ دیا تھا جو بھٹی کے قریب ایک میز پر رکھی تھی ؟“ *

س ”بیہ بات تمہیں خوب یاد ہی اور یاد ہی تو کہیں یاد ہی ؟“
ج ”جناب اس وجہ سے مجھے یہ بات خوب یاد ہی کہ پہلے تو میں نے گلدان کو کشتی کے کنارہ پر رکھا تھا — مگر وہاں وہ گرنے لگا میں نے فوراً پکڑ لیا وہ ٹوٹتے ٹوٹتے بچا اور میں بہت ڈر گیا — اس لیٹے پھر میں نے کشتی کے پیچ کے ظروف ادھر ادھر ہٹا کر جگہ نکالی اور اُس کو وہاں رکھا — مجھے اس لیٹے خوب یاد ہی — ایسا ہی ہوا ہی“ *

البرت ”اچھا - بس اب تم سے دوسرے سوال کی حاجت نہیں“ *
اب بڑے پکانے والے شخص کی نوبت آئی اور اُس سے اس طرح
چرح کی گئی *

البرت ”کیا تم نے اُس شخص کو جو آتش خانہ میں بیٹھ گلدان لایا
تھا اور جس سے ابھی سوال ہوئے ہیں دیکھا تھا کہ اُس نے بیٹھ گلدان
کہاں رکھا تھا؟“ *
گواہ — ”ہاں جناب دیکھا تھا — اُس نے بیٹھ گلدان لاکر
کشتی پر رکھا تھا“ *

البرت ”تمہیں خوب یاد ہی؟“ *

گواہ ”ہاں خوب یاد ہی اس لئے کہ اُس نے مجھے پکار کر اور جتنا کہ
کہدیا تھا — دیکھو ولیم اب بیٹھ گلدان سینہ لگا رہا ہی پہلی جگہ سے ابھی
گرتے گرتے بیچ گداہی اس پر میں نے مونہہ پھیر کر دیکھا تو گلدان کشتی
میں نہایت احتیاط سے رکھا تھا — مجھے خوب یاد ہی“ *

البرت ”اُس وقت اور کیا ہوا تھا؟“ *

گواہ ”ہوا کیا تھا — اُس نے مجھے سے کہا کہ جلد پکانے کے لئے
بھٹی میں رکھ دو۔ آگ کو اُس وقت دیر ہو گئی تھی — میں نے کہدیا
کہ جب آگ طیار ہو جائیگی رکھ دینا — اور تو مجھے کچھ یاد نہیں
پڑتا — یہی ہوا اور کیا ہونا“ *

البرت ”بھٹی میں رکھ جانے سے پہلے کتنی دیر تک بیٹھ گلدان
کشتی میں رکھا رہا تھا؟“ *

گواہ ”تھیک تھیک تو میں بلا نہیں سکتا — پندرہ یا بیس یا زیادہ
سے زیادہ بیس منٹ تک رکھا رہا ہوگا“ *

البرت ”تھیک پل لمحہ یاد رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہی —
نہ بیٹھ بلاؤ کہ کیا تم اُس کو انہی دیر تک برابر دیکھتے رہے تھے یا تمہاری
نظر سے وہ کچھ دیر غائب بھی رہا“ *

گواہ ”میں اُسے تکتا نہیں رہا اور رہتا بھی کیوں وہ تو نہایت
سینہ لگا رکھا ہوا تھا“ *

البرت ” یہ تمہیں یاد ہی کہ تم نے جب اس کو بھٹی • میں رکھنے کے لئے اٹھایا تھا تو کس جگہ سے اٹھایا تھا ؟ “ •

گواہ ” اُس وقت وہ میز کے بیچوں بیچ میں رکھا تھا “ •

البرت ” خوب یاد کرو کیا وہ اُس وقت کشتی میں نہیں تھا ؟ “ •

گواہ ” ہاں شاید کشتی میں نہ تھا “ (ذرا ڈھیر کر) یہ شک مجھے اب خوب یاد آگیا وہ کشتی پر ہرگز نہیں تھا — کشتی تو میں سمجھ دوسرے طرف کے پہلے اٹھا کر لے گیا تھا — اس گلدان کے لئے پھر آیا تھا تب دیکھا تو یہ • میز پر طرف کے بیچ میں رکھا تھا “ •

البرت ” سوائے تمہارے کیا کوئی اور شخص بھٹی کے قریب یا اُس کمرے میں جس سے گلدان لایا گیا تھا موجود تھا یا آیا تھا ؟ “ •

گواہ ” میرے خیال میں کوئی بھی موجود نہ تھا کیونکہ وہ وقت کھانے کا تھا • سب کھانے چلے گئے تھے صرف • وہ برتن رکھنے کی غرض سے رہ گیا تھا “ •

البرت ” تو پھر کیا تمہیں نے گلدان کو کشتی پر سے اتارا تھا ؟ “ •

گواہ ” نہیں جناب — • میں نے عرض کیا ہی کہ • میں نے اُس کو میز پر سے لیا تھا نہ کہ کشتی پر سے • وہ تو اُس وقت کشتی پر تھا ہی نہیں “ •

البرت ” ہاں یہ تو تمہیں ابھی کہا ہی کہ بھٹی میں رکھنے کے لئے تم نے گلدان میز پر سے لیا تھا مگر تم یاد تو کرو اُس شخص کو تو تمہیں گلدان کشتی میں رکھتے ہوئے دیکھا تھا — تمہیں ابھی تو کہا ہی ہے اور وہ بت تم کو خوب یاد ہے “ •

گواہ ” ہاں — ہاں — یاد تو خوب ہی “ •

البرت ” پھر گلدان کشتی سے میز پر خود تو نہیں آگیا — اُس کو کسی نے کشتی سے اٹھا کر میز پر رکھا ہوگا “ •

گواہ ” یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس کو میز پر کون لایا • میں بھٹی کی آگ درمست کرنے میں مشغول تھا — لوگ آئے چلے گئے ہرگز نہ — دوراں کی طرف • دیر پست تھی • میں نے کسی کو نہیں دیکھا “ •

البرت ”مہربان ذرا غور کرو شاید یاد آجائے

گواہ کچھ دیر تک نہایت غور سے سوچتا رہا اور پھر یہ ایک نہایت کشادہ روئی سے بولا *

گواہ ”ہاں - ہاں جہاں اب مجھے یاد آگیا خراب یاد آیا سلامان مہرودی اندر آیا تھا پہلے تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ صرفہ کس ہی پر۔ اُس نے گلدان اٹھا لیا وہ اُس کے پھندے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب مہرودی دیکھا تو بولا کہ اُس کے پھندے میں ایک شہر لکھا ہی اُس نے اور یہی کچھ کہا۔ مہرودی نے سنا تو انہوں میں تو بھتی میں آگ روشن کرنے میں مصروف رہا تھا۔“ *

البرت ”خیر - بس اب تمہاری شہادت پوری ہوگئی۔“ *

اس کے بعد صرفہ کے شہر کی شہادت پوری اُس نے حلفہ اظہار دیا کہ ۲۹ اپریل کو جب کہ پرشیا کا گلدان علوڑ ہوچکا تھا۔ میں صرفہ سے جب کہ وہ کھانا کھانے جا رہی تھی گلی میں ملا۔ جب مہرودی اُس سے گلدان کے دیکھنے کے لئے کہا تو اُس نے جواب دیا کہ اگر آپ ذرا پہلے تشریف لاتے تو دیکھ بھی لیتے اور اُس پر مہرودی نام بھی لکھ دیتے۔ افسوس ہی کہ مہرودی جواب زیادہ سے نام لکھوایا اُن سے کہتے ہوئے کہ میں لکھتا نہیں جانتی مجھے بہت شرم آئی۔ مگر اب تو آپ اُسے دیکھ نہیں سکتے بھتی میں چڑھا دیا گیا ہوگا۔ تاہم میں دُعا کیا کہ شاید بھتی میں چڑھائے جانے سے پہلے دیکھنے کو مل جائے۔ اُنش خانہ کے دروازہ پر مجھے سلامان مہرودی ملا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ گلدان کبھی کا بھتی میں چڑھا دیا گیا اُس وقت مہرودی کچھ خہال نہیں کہا اب معلوم ہوتا ہی کہ وہ مجھے اندر جانے سے روک رہا تھا کیونکہ اُس نے فوراً ہی مہرودی ہاتھ میں ہلکے ڈالا اور گلی کی طرف مڑ کر دیووں کا ذکر چھیڑ دیا کہ صرفہ کے والدین کو وہ ایک بڑی رقم بھیجنے والا ہی *

سندر البرت ”- کدوں یہ کہ کوسا روپہ وہ بھیجنے والا تھا؟“ *

گواہ ”صرفہ کے لئے“ *

البرت ”وہ کہا صرفہ نے اُس سے قرض لیا تھا؟“ *

گواہ ” انہوں قرض تو نہیں لیا تھا بات یہی ہے کہ صوفیہ کے والدین نہایت ضعیف ہیں اسی کٹی کمائی پر بسر کرتے ہیں جب بیچتا ہی کو کارخانہ سے فرصت ملتی وہ اُس کا کام کر دیا کرتی تھی کہونکہ اُس نے انہوں روپیہ بھونچنے کا پکا وعدہ کر لیا تھا ۔ مہجک لائقین کے شہسچہ اور کچھ چھوٹی تصویروں اُس کی صوفیہ نے لگ دی تھوں “ *

البرت ” کہا تو ہجک وعدہ پر اُس نے روپیہ بھونچ دیا تھا ؟ “ *

گواہ — نہیں جناب صوفیہ جب مکان کو گئی تو مہاوم ہوا کہ بیہودی صاحب نے ایک حبہ نہیں بھونچا ہی “ *

البرت ” اہا تم نے سلیمان بیہودی کو کبھی صوفیہ کے سہ سنی جانے کے بارہ میں بھی کچھ کہتے سنا ہی ؟ “ *

گواہ ” ہاں سنا ہی — چونکہ صوفیہ اُس کے بہت کام آتی کرتی تھی اُس نے کئی بار کچھ سے یہیں بدلن میں بس جانے کو کہا تھا — ایک مرتبہ ہوا کہ کچھ آمدنی صوفیہ سہ سنی کو واپس نہیں جائیگی * صوفیہ کو اہام ملنے سے ایک ہفتہ پہلے جب میں اُس سے ملا اور صوفیہ کی کامیابی کی بہت کچھ امید ظاہر کی تو اُسکو کچھ رنج سا مہاوم ہوا اور کہنے لگا کہ خبر ابھی اُس کا جانا یقینی نہیں ہی * “

البرت ” اہا تم نے اس بیہودی کو نواب زادہ لانسکا کی نسبت بھی کچھ کہتے سنا ؟ “ *

گواہ ” ہاں جناب — کوئی دو ماہ کا عرصہ ہوا جب میں اس بیہودی سے گلی میں باتوں کر رہا تھا کہ مہیہ نواب زادہ کو آتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ یہ کون ہوں — تب اُس نے جواب دیا کہ یہ نواب زادہ لانسکا ہی اس سے کچھ سخت نفرت ہی اور کسی نہ کسی دن میں اس سے بدلا لیگو رہونگا — جب میں نے نفرت کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہ عیسائی کا ہمارے بیہودی دستہ کی بہت ہنسی لاتا رہتا ہی آج ہی ہمارا لڑکا کچھ ورزشی کام بادشاہ عالم پناہ کے دربار کو کرنے کو جا رہا تھا کہ اس نے اس پر بڑے قہقہے لگائے — میں کسی نہ کسی دن ضرور بدلا لیگو رہونگا “ *

البرت ” بس مہربان بس اب زیادہ تکلف نہیں دونگا “
 اس کے بعد ایک رنگ فروش عدالت کے روبرو شہادت کے لئے پیش کیا
 گیا۔ رنگ فروش کی حلفہ شہادت یہہ ہوئی کہ ۳۰ اپریل کو سلیمان یہودی
 ۴۰ روپیہ دکان پر آیا اور مجھے سے نیلے رنگ ۱۰ انچ مہن نے رنگ دیئے تو ایک
 کاغذ چھب سے نکالا اور وہ اُس کی پشت پر سب رنگوں کو خوب جانچا رہا
 اور ایک رنگ کو پسند کر کے اُس مہن سے کچھہ خرید لیا جس رنگ
 ۵۰ روپے سے اُس نے کچھہ حصہ خریدا ہی مہن اپنے ہمراہ لیتا آیا وہں
 دیکھئے یہہ ہے *

البرت کے کہنے پر وہ رنگ فروش کا لایا ہوا ایک ججوں کو دیا گیا جلیں
 نے اُس کو گلدان کے پھندے کے رنگ سے ملایا تو بالکل ایک ہی
 ثابت ہوا *

البرت (رنگ فروش سے مخاطب ہو کر) ” کیا تم کو معلوم ہی کہ وہ
 کاغذ جس پر یہودی نے رنگوں کو جانچا تھا کہاں ہی ؟ “ *

رنگ فروش ” وہ کاغذ میرے پاس ہی - جب یہودی دکان سے چلا گیا تو
 تختہ کے نیچے مجھے اُس کا وہ کاغذ ملا وہں نے واپس کرنے کی نیت سے
 اسے رہہ چھوڑا لیونکہ اُس کی پشت پر کچھہ لکھا تھا جس کو مہن
 سمجھا تھا کہ شاید یہہ تحریر اُس کے نام کے ہوگی - مگر یہودی یہودی
 دکان پر بھر آیا نہیں اور میں وہ کاغذ بھول رہا یہاں تک کہ آپ نے ایک دفعہ
 گدرا مجھے سے اس معاملہ کی تفتوش مہن وہ کاغذ مانگا اور اس کو دیکھ کر
 ہدایت کر دی کہ جب تک نواب زادہ لانسکا کا مقدمہ نہ ہو جائے وہ
 کاغذ کسی کو نہیں چھانچہ مہن نے اُس کو سنبھال کر رکھہ چھوڑا
 اور آج اُسکو یہاں لیتا آیا ہوں - لہجہئے وہ کاغذ یہہ ہی - وہ کاغذ ججوں
 عدالت کو دیا گیا جس کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس پر جو نیلے داغ
 تھے وہ گلدان کے نیلے دھبوں سے بالکل ملتے تھے اب البرت نے یہودی سے
 وہ سوال طالب کیا جس پر اُس نے نیلے رنگ کے چھڑانے مہن داغ
 پڑکئے تھے - لب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ گلدان کے داغ اور کاغذ اور سوال
 کے دھبوں کا رنگ ایک ہی تھا - جب ججوں عدالت کو رنگ کے ایک
 ہی ہونے کا یقین ہو گیا تو البرت نے درخواست کی کہ وہ اس تحریر کو
 ملاحظہ فرمائیں جو کاغذ کی پشت پر ہے - ججوں عدالت کے

یہ دیکھ کر نہایت حیرت ہوئی کہ اُس پر لفظ ظالم کئی جگہ لکھا ہی گیا کہ کسی دوسرے کے خط کی مشق کی گئی ہے ان الفاظ میں ایک لفظ تو بالکل گلدان کے لفظ ظالم کے مشابہ تھا - اس وقت البتہ نے اہک اور بات جو اس سے پہلے کسی کے دھواں میں نہیں آئی تھی یہ بتلائی کہ گلدان کے لفظ ظالم کا حرف "م" دوسری "م"وں سے جو اُس تحریر کے دوسرے الفاظ میں موجود ہے بالکل مختلف ہے یعنی اور حروف کی نقل تو ٹھیک اُن کی گئی تھی مگر حرف "م" لاسکا کے خط میں ٹھیک ٹھیک نہیں لکھا گیا تھا •

جب مسٹر البتہ چیف جسٹس و دیگر ججین عدالت کو سب ضروری باتیں سنا اور دکھلا چکا تو بہت دیر ہو گئی تھی سب اہک تھک گئے تھے اور کہانے کا وقت فریب تھا اُس لئے اُس نے کوئی تقریر نہیں کی اور سب احتمالات کو ججین عدالت پر چھوڑ دیا کہ وہ لاسکا کی عصمت اور سلیمان بھڑی کی سچائی و ایمانداری کے احتمالات کا موازنہ فرمائیں - چیف جسٹس نے ججین عدالت کو تمام مقدمہ کا خلاصہ اس حسن و خوبی - سلیا کہ اگر نگرانی عدالتوں کے جج ملتے تو وہ بھی رشک کرتے - بعدہ ججین عدالت نے اجلاس ہی پر متفق علیہ ایذا پہہ فیصلہ دیا کہ نواب زندہ لاسکا بالکل بیکناہ ہے چیف جسٹس نے اس فیصلہ کا اعلان کیا اور چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہونا شروع ہوئے تمام عدالت گونج رہی تھی کہ اُنہ میں آواز آئی خاموش ! یہ وہ آواز تھی جس کے حکم کی تعمیل ہر مرقع پر خواہ کھسا ہی ہوا اجتماع کوں نہر ہلا تال کی جاتی تھی - اس کے ملتے ہی سب اہک بادشاہ عدالت کی طرف دیکھنے لگے - خدارند نعمت نے فرمایا کہ عدالت پر خیانت ہوتی ہے مہرا فیصلہ بھی وہی ہے جو ججین عدالت نے دیا ہے - (پھر نواب زندہ لاسکا کی طرف مخاطب ہو کر) " اور اے نواب زان لاسکا مجھے تم سے یہ کہنا ہے کہ میں نے تمہاری تلوار کے چھینٹے میں بہت جلدی کی تم اب اُس کی بجائے مہری تلوار زیب تن کرو " (یہ کہہ کر سے تلوار کھینک لاسکا کی طرف بوشادی) (پھر البتہ کی طرف مخاطب ہو کر) " اور اے مسٹر البتہ تم نے اپنے دوست کے بچانے میں جن ہتھیاروں سے کام لیا ہے وہ ہمارے اسلحہ

سے کہیں بہتر ہوں اور اس لیٹے تم کو ہماری تلوار کی کچھ حاجت نہیں تاہم تم یاد رکھو کہ تمہارے نایاب ہتھیاروں کو بلا اذعام دینے اور بلا اُن سے کوئی اعلیٰ خدمت لیٹے ہرگز نہیں رہنے دوں گا۔ *

اس وقت ایک شخص وہاں ایسا موجود تھا جس کو لانسکا و البرٹ کا یہ اعزاز گزارا نہ تھا وہ ایک گوشہ میں اپنی قسمت کا فیصلہ سلفیے کے لیٹے خاموش ٹھہرا رہا تھا — اس یہودی کے لیٹے قلعہ رسپانڈا میں قید کی سزا نہ تھی بلکہ اُس کی سزا پائسڈم کے گلی کوچوں کی خاکروبہ تھی جن میں نواب لانسکا کے محل کے سامنے کا احاطہ بھی شامل تھا اجلاس درخواست ہو گیا اور سارے حاضرین خوش خروش بادشاہ سلامت کی تعریف کرتے اور البرٹ کی ہمت و جرات کی داد دیتے ہوئے اپنے اپنے مکانات کو روانہ ہوئے *

شاہ فریدرک اعظم نے بیگم صاحبہ والدہ لانسکا کے مکان کو اپنی تشریف آوری سے زینت بخشی اور وہیں نواب زادہ و مستر البرٹ و انگریز سیاح کے ساتھ کھانا تناول فرمایا وہاں سے سیدھے پریڈ پو تشریف لے گئے اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ حضور عالم پناہی بھی لانسکا کی تلوار زیب تن کیئے ہوئے تھے *

بیگم صاحبہ (انگریز سیاح سے مخاطب ہو کر) ”آپ غالباً تسلیم کریں گے کہ ہمارا بادشاہ اعظم ہی — کیونکہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سوائے بڑے لوگوں کے اپنی غلطی اس طرح کوئی تسلیم نہیں کرتا“ سیاح (جو ہمیشہ اپنی بات پر قائم رہنے کا عادی تھا) بیگم صاحبہ ! آپ بھی غالباً مان گئی ہونگی کہ یہ ہمارا انگریزی تحقیقات کا طریقہ تھا جس نے بادشاہ سلامت سے اپنی غلطی منوا کر چھوڑی *

البرٹ ”غالباً — آپ بھی ہمارے خداوند نعمت کی بہت تعریف کرتے ہوئے کہ اُنہوں نے اس طرح مقدمہ کی سماعت کیئے جانیکی اجازت دیدی“ سیاح ”ضرور ایک حد تک میں آپکے بادشاہ سلامت کی تعریف کرتا ہوں مگر اے اہل پرشیا دیکھو — یہ طرز سماعت آپ لوگوں کے لیٹے تو بڑی مہربانی و الطاف خسروانہ سمجھا جاتا ہی مگر ہمارے یہاں آدمی کا بھی یہ حق سمجھا جاتا ہی کہ اُس کے مقدمہ کی تحقیقات اس طرح کی جائے — اگرچہ میں آپ کے بادشاہ سلامت کی یہ بہت تعریف کرتا ہوں مگر اُس سے کہیں زیادہ اپنے یہاں کی طرز حکومت کا مداح ہوں *

۱۔ ارادہ کن جس کی اعانت میں خدا، عیسیٰ مسیح اور
 جہانم و جہنم کی آگ کی تپانچیاں ہیں۔
 ۲۔ سادہ مادہ جو خدا کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن اور عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۳۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۴۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۵۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۶۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۷۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۸۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۹۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔
 ۱۰۔ عیسیٰ مسیح کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے اور
 ارادہ کن کی تپانچیاں سے آگ لگتی ہے۔

